بیعت کی اہمیت

بفیضان نظر

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت اقدس مفتی سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم



ناشر: مکتبہ دار القرآن

نام کتاب : بیعت کی اہمیت

مرتب : محمد ذبیح اللہ مہران

معاون : مولانا شفیق الاسلام (مردان)

اشاعت اوّل : اگست 2016ء

کمپوزنگ : ساجد مقبول

تعداد :



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

فہرست

انتساب

حضرت اقدس پیر طریقت رہبر شریعت
سیّدی و مرشدی

مفتی سیّد جاوید حسین شاہ صاحب مدظلہ

کے نام
جنکے علمی و روحانی فیض نے ایک عالَم کو اللہ تعالیٰ کا عاشق بنادیا۔

ہمارے حضرت جی کو پروردگار عالم نے بے مثال ولازوال محاسن و کمالات واوصاف سے نوازا ہے۔ آپ کو علم و عمل۔۔ صورت و سیرت۔۔ کردار و اخلاق۔۔ عادات و اطوار۔۔ صبر و تحمل۔۔ قناعت و توکّل۔۔ ایثار و قربانی۔۔ تواضع و انکسار۔۔ جود و سخا۔۔ حلم و حیا ۔۔ فقر و استغناء۔۔ مہر و وفا۔۔ زہد و تقویٰ۔۔ جلال و جمال۔۔ استقامت و استقلال۔۔ احسان و اخلاص۔۔ انعام و اکرام۔۔ جامعیت و نافعیت۔۔ راہنمائی و ہدایت۔۔ رحمت و رأفت۔۔ نصرت و اعانت۔۔ غیرت و حمیت۔۔ عفو و درگزر۔۔ بے مثال حافظ و ذہانت ۔۔ اتباع قرآن و سنت۔۔ حب رسول و اصحاب رسول۔۔ حب رسول و آل رسول۔۔ حب رسول و مدینۃ الرسول۔۔ حب اولیاء اللہ۔۔ حب مساجد و مدارس دینیہ۔۔ ذوق حفظ قرآن و حدیث۔۔ اعلاء کلمۃ اللہ۔۔ اصلاح بین الناس۔۔ اصحاب علم و عمل سے قُرب و نزدیکی۔۔ ارباب اختیار و اقتدار سے بُعد و دوری۔۔ جیسی بے شمار اوصاف حمیدہ سے نوازا گیا ہے۔ اتنا کہ الفاظ ختم ہو جائیں لیکن اوصاف ختم ہونے میں نہ آئیں۔

ذبیح اللہ مہران

تقریظ

حضرت اقدس پیر طریقت مفتی سیّد جاوید حسین شاہ صاحب مدظلہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

تصوف و سلوک ہمارے تمام اکابر کا خصوصی وصف اور خاص ذوق ہے۔ تمام ائمہ حدیث و فقہ، متکلمین، مفسّرین، سب صوفی و صافی تھے نیز ماضی قریب کے اکابر مثلاً حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوھیؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت مدنیؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت لاہوریؒ، مولانا محمد الیاسؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ وغیرہ تمام حضرات اس لائن میں لگے انھوں نے مرشد کامل کی صحبت اختیار کی ذکر اذکار مراقبہ کی پابندی فرمائی پھر اللہ پاک نے ان سے جو دین کا کام لیا وہ ہم سب کے سامنے ہے اور رہتی دنیا تک کے لیے صدقہ جاریہ ہے اس لئے دین کے کسی بھی شعبے میں خدمت کرنیوالا ہو تصنیف و تالیف، امامت و خطابت، درس و تدریس، تبلیغ وجہاد، سیاست و حکومت، مناظرہ ومباحثہ ہر شعبہ میں کام کرنیوالا اصلاحِ باطن کا محتاج ہے اور اللہ والوں کی صحبت کی اس کو ضرورت ہے اس سے اس کے دینی کاموں میں ترقی ہوتی ہے اس لئے کہ اخلاص، فنائیتِ نفس، محبتِ الٰہی، محبتِ رسول ﷺ، تقوٰی و طہارت اور گناہوں سے بچنے کی ہمت و توفیق جیسی صفات اس کو ان مشائخ کی صحبت کی برکت سے حاصل ہو جاتی ہیں اور سب سے بڑھ کر کیفیت احسان حاصل ہو جاتی ہے پھر شریعت اس کی طبیعت بن جاتی ہے اس لئے یہ اصلاح باطن ہم سب کے لئے ضروری ہے۔

بہت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے جامعہ عبیدیہ کے فاضل مولانا مفتی محمد ذبیح اللہ صاحب نے اس موضوع پر رسالہ تحریر فرمایا ہے اللہ پاک نے موصوف کو تحریر کا ذوق عطا فرمایا ہے اس سے پہلے بھی ان کے بعض رسال چھپ کر منظر عام پر آچکے ہیں۔ اللہ پاک ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے مزید ترقیات عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ وصحبہ اجمعین

جاوید حسین عفا اللہ عنہ

اصلاحی بیعت کا مطلب

بیعت کا معنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے کسی زیادہ واقف کار کو اپنا رہبر و رفیق بنالینا اور اس کے پیچھے یا ساتھ چلنا تا کہ نہ صرف گمراہی کے خطرات سے حفاظت ہو بلکہ راستہ سہولت اور راحت سے طے ہو جائے اپنے آپ کو ماہر مصلح کے ہاتھ میں اس طرح سونپ دے جیسے مریض کسی ماہر طبیب کے حوالے اپنے آپکو کر دیتا ہے اور دواء اور پرہیز میں اس کی تجویز وہدایت پر عمل کرتا ہے عبادت اللہ یونہی جاری ہے کہ کوئی کمال بغیر استاد کے حاصل نہیں ہوتا اس راہ میں آنے کی توفیق ہو تو شیخ کامل کو ضرور تلاش کرنا چاہیے۔ جس کے فیض و تعلیم سے وبرکت صحبت سے مقصود حقیقی تک پہنچے۔

مردوں کی بیعت کا ثبوت

مردوں کی بیعت کا تذکرہ بخاری شریف میں ہے عبادہ بن صامتؓ ایک صحابی ہیں جن کے بارے میں بخاری شریف کے الفاظ ہیں "وَكَانَ شَهِدَ بَدْراً" بدر کے دن بھی یہ حاضر تھے، یعنی بدری صحابی ہیں، اتنے جلیل القدر نُقباء میں سے ہیں، ہجرت سے پہلے انہوں نے نبی علیہ السلام کے ہاتھوں پر منٰی میں اسلام قبول کیا تھا اور جب قرآن مجید کو جمع کرنے کی کمیٹی بنی زید بن ثابتؓ کی امارت میں، تو یہ اس کمیٹی کے بھی رکن تھے، اتنے جلیل القدر صحابی، وہ کہتے ہیں کہ ہم بہت سے صحابہ کرام بنی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ اللہ تعالٰی کے محبوب نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور فرمایا تم مجھ سے بیعت کیوں نہیں کرتے؟، ہم نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کس بات پر بیعت کریں، فرمایا تم شرک نہیں کروگے، فلاں گناہ نہیں کروگے، فلاں گناہ نہیں کروگے، کچھ گناہ گنوا دیئے، ہم نے کہا ہم حاضر ہیں، چنانچہ

سب لوگوں نے ان گناہوں سے بچنے کیلئے نبی علیہ السلام کے ہاتھوں پر بیعت کی، اس کو بیعتِ توبہ کہتے ہیں۔ (خانۂ دل آباد رہے)

عورتوں کی بیعت کا ثبوت

عورتوں کی بیعتِ توبہ کا تذکرہ قرآن مجید میں، سورۃ الممتحنہ میں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ) (اے نبی ﷺ) (اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ) (جب آئیں آپ کے پاس ایمان والی عورتیں) اب دیکھیں یہاں یہ نہیں کہا (اِذَا جَآءَكَ الْكَافِرَاتُ، اِذَا جَآءَكَ الْمُشْرِكَاتُ، اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقَاتُ) نہ یہ مشرکہ ہیں، نہ کافرہ ہیں، نہ منافقہ ہیں، کون ہیں؟ (اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ) یہ مؤمنات ہیں صحابیات ہیں، بیعت اسلام کر کے دین اسلام میں داخل ہو چکی ہیں وہ کس لیے آئی ہیں؟ (یُبَایِعْنَكَ) آپ سے بیعت کرنے کیلئے، اب قرآن مجید کا یہ لفظ بتا رہا ہے کہ اسلام لانے کے بعد بھی کوئی بیعت ہوتی ہے، یا جو کی جاتی ہے، اس بیعت کا آخر کوئی مقصد ہو گا، قرآن مجید نے اس کو بھی واضح کر دیا (عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی، چوری نہیں کرو گی، (وَلَا یَزْنِیْنَ) اپنے عزت و ناموس کی حفاظت کرو گی، (وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ) کسی پر بہتان نہیں باندھو گی، (وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ) اے محبوب کسی بھی معروف کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی، یعنی سنت پر عمل کی کوشش کریں گی، یہ ان کے آنے کا مقصد ہے اور اس مقصد کے لیے یہ بیعت کرنا چاہتی ہیں (فَبَایِعْهُنَّ) آپ انہیں بیعت کر لیجئے! (وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ) یہ ہے اصل راز بیعت کا، کہ یہ عورتیں تو توبہ کریں گی ہی، آئی جو اس نیت سے ہیں، اے محبوب آپ بھی ان کے لیے

توبہ کیجئے! (اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) بے شک اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے، مفسرین نے لکھا: اللہ تعالیٰ نے اِنَّ کی تاکید کی مہر لگا کر ایسے طریقہ کار میں توبہ کی قبولیت کا وعدہ فرمادیا، لہٰذا جو بندہ اس سنت طریقہ کے اوپر توبہ کرے گا اِنَّ کی مہر ہے اللہ کی طرف سے گارنٹی ہے، کہ میرے بندو! اس طرح سے کی ہوئی توبہ کو میں پروردگار ضرور قبول کروں گا، تو آدمی خود بھی توبہ کرتا ہے اور شیخ بھی توبہ کراتے ہیں، چونکہ وہ نائب رسول ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام امت کے علماء وصلحاء کے کندھوں پر رکھدیا، لہٰذا وہ نائب بن کر، وکیل بن کر کام کرتے ہیں، اپنی طرف سے نہیں کرتے، ان کو مشائخ کی طرف سے حکم ہوتا ہے۔ (خانہ دل آباد رہے۔)

استفادہ کیسے کریں؟

دنیا کے علوم سیکھنے کے لیے دنیا کے استاذ کی ضرورت ہوتی ہے اور دین کا علم سیکھنے کے لیے دینی استاذ کی ضرورت ہوتی ہے، فرق اتنا ہے کہ مرد تو اپنے شیخ کی صحبت، خدمت میں بیٹھ کر سامنے سیکھتے ہیں اور عورتیں پردہ میں رہ کر مردوں کے واسطے سے سیکھتی ہیں، وعظ و نصیحت کی محفل میں آسکتی ہیں، شیخ کے بتائے ہوئے معمولات کو کرسکتی ہیں، اتنا کرنے سے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو بھی صاف فرمادیتا ہے اللہ تعالیٰ نے ولایت کا میدان مردوں کے لیے بھی کھلا رکھا، عورتوں کے لیے بھی کھلا رکھا، اسلئے اس امت میں کتنی عورتیں ایسی گذریں جو بڑی ولیہ بنیں، رابعہ بصریؒ اللہ کی نیک بندی اتنی بڑی عارفہ تھیں، کہ حسن بصریؒ درس قرآن دینے کے لیے انکا انتظار کرتے تھے، لوگ پوچھتے حضرت درس شروع کریں، دیر ہو رہی ہے اگر وہ بوڑھی عورت نہ بھی آئی تو کیا ہوا، حسن بصریؒ فرماتے

کہ جو غذا میں نے ہاتھیوں کے لیے تیار کی، وہ تم چیونٹیوں کو میں کیسے کھلا دوں؟ اتنی ان کی معرفت تھی اللہ کے بارے میں، اور اس امت میں کتنی نیک بیبیاں ایسی گذریں ہیں کہ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے نور سے اپنے سینوں کو بھر لیا تھا، تو اس کو بیعت کہتے ہیں اور الحمدللہ، اس کی برکات ہوتی ہیں۔(خانۂ دل آباد رہے)

بیعت کے فوائد

پہلا فائدہ:-

بیعت کرنے سے سُنت زندہ ہوتی ہے کیونکہ بیعت کرنا سُنت ہے حدیث میں آتا ہے جو ایک سُنت پر عمل کرے گا اُسے ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔

دوسرا فائدہ:-

جب کوئی مرد یا عورت یہ بیعت کرلے تو مشائخ اسکو ذکر کی تلقین کرتے ہیں۔ طریقہ بتاتے ہیں اب اگر وہ عورت یہ ذکر کرے گی۔ دس منٹ، پندرہ منٹ مراقبہ کرے۔ درود شریف، استغفار پڑھے بہت آسان معمولات ہوتے ہیں۔ تو گویا وہ ذکر کرنے والی عورت بن گئی اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قرآن مجید میں (فاذکرونی اذکرکم) تم مجھے یاد کرو۔ میں تمہیں یاد کروں گا۔ کیا مطلب؟ کہ اے میرے بندو! تم اگر مجھے یاد کروگے تو میں پروردگار تمہیں نئے نئے اعمال کی توفیق عطا کروں گا تو اگر یہ عورت بیعت ہونے کے بعد ذکر کرتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو نئے نئے اعمال کی توفیق مل جاتی ہے یہ بیعت کا دوسرا فائدہ ہوا چنانچہ پہلے نماز پڑھنی بوجھ نظر آتی تھی بیعت کی ایسی برکت کہ خود بخود

نماز پڑھنے کو جی چاہتا ہے پہلے نیکی کرتے ہوئے دم گھٹنے لگتا تھا اسکی برکت سے ان نیکی کرنے سے دل خوش ہو جاتا ہے۔ تو گویا نئے نئے اعمال کی اللہ تعالیٰ توفیق دیدیتے ہیں۔ پہلے فقط پانچ نمازیں پڑھتی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ اسکو تہجد کی بھی توفیق عطا فرمادیتے ہیں تو یہ بیعت کا دوسرا فائدہ، کہ اس سے بندے کو نئے نئے اعمال کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

تیسرا فائدہ:۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔ کہ ایک بندہ مومن کسی دوسرے مومن کے لیے پیٹھ پیچھے دعامانگے تو دعا اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہو جاتی ہے۔ (دعاء المومن للمومن مستجاب) ایسی دعا اللہ تعالیٰ قبول کرتے ہیں۔ جس طرح ماں باپ اپنی ساری اولاد کے لیے دعا کرتے ہیں۔ استاد اپنے سارے شاگردوں کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اسی طرح مشائخ اپنے مرید مرد اور عورتوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ جمع کا صیغہ سے تو ان کی دعاؤں میں اس عورت کا حصہ پڑ گیا اور چونکہ مومن کی دعا قبول ہوتی ہے اس لئے کتنی پریشانیاں، مصیبتیں ایسی ہوتی ہیں جو مشائخ کی دعاؤں کی وجہ سے اللہ بندوں کے اوپر سے ہٹادیا کرتے ہیں تو یہ بیعت کا تیسرا فائدہ ہوا کہ نیک لوگوں کی دعاؤں میں بندے کا حصہ پڑ جاتا ہے۔ اب بیعت کرنے والی عورت تو اپنے گھر میں بیٹھی ہے گھر کا کام کر رہی ہے، یا آرام کر رہی ہے یا بچوں میں مصروف یا میاں کی خدمت میں مصروف لیکن انکے شیخ اپنی فرض نمازوں کے بعد دعا کرتے ہیں تہجد کے بعد دعا کرتے ہیں تو گھر بیٹھے بٹھائے اس کے لیے دعاؤں کا تحفہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچتا رہتا ہے جو ہر بندے کی تمنا ہوتی ہے چونکہ شیخ دعا مانگتے ہیں انکی دعائوں میں بندے کا حصہ پڑ جاتا ہے تو کتنی مصیبتیں پریشانیاں تو اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کے صدقے ہی ٹال دیتے ہیں۔

چوتھا فائدہ:-

اس بیعت کی برکت سے اللہ تعالیٰ بندے کو حفاظت ایمان کے ساتھ اپنے وقت پر موت عطا فرماتے ہیں۔ اپنے اپنے وقت پر تو جانا سب نے ہے لیکن اس روحانی تعلق کی یہ برکت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے وقت اس کو ایمان کے ساتھ کلمہ کے ساتھ جانے کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ اس کی دلیل حدیث پاک سے نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو نیک لوگوں کی محفل ہوتی ہے جس میں وہ بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ ان کی مجالس میں جو آتا جاتا ہے، تو یہ بندہ بھی محروم نہیں رہتا اس کی بھی بخشش کر دی جاتی ہے۔ فرمایا ''ھم رجال لا یشقی جلیسھم '' یہ وہ لوگ ہیں کہ انکی صحبت میں مجلس میں بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا، اب علماء نے بدبخت کے لفظ سے یہ نتیجہ نکالا کہ ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ موت کے وقت کلمہ عطا فرماتے ہیں کلمہ سے محروم نہیں کرتے اگر محروم کریں پھر تو وہ بدبخت ہوگئے اور اللہ فرماتے ہیں کہ وہ بدبخت ہو نہیں سکتا لہٰذا یہ دلیل کہ ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ موت کے وقت ایمان پر جانے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا فائدہ ہے کہ اس پر ہی انسان اگر اللہ کا شکر ادا کرتا رہے تو وہ کر نہیں سکتا۔

پانچواں فائدہ:-

اس بیعت کی برکت سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ قیامت کے دن بندے کو عرش کا سایہ نصیب ہو جائے اس کی دلیل حدیث پاک سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن عرش کے سایہ کے نیچے اللہ تعالیٰ سات بندوں کو جگہ عطا فرمائیں گے ان سات میں دو بندے وہ ہونگے

"هم المتحابون فی الله" اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے اللہ تعالیٰ ان کو بھی عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے یہ جو بیعت کا ایک تعلق ہوتا ہے یہ اللہ کی رضا کے لیے محبت عقیدت کا ایک تعلق ہوتا ہے اس محبت کے صدقے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے اب سوچیں! کہ یہ کتنا بڑا فائدہ ہے۔

چھٹا فائدہ:-

اس بیعت کی برکت سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے کو جنت میں جگہ عطا فرمائیں گے اس کی دلیل حدیث پاک سے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا "المرء مع من احب" قیامت کے دن بندہ اس کے ساتھ ہو گا جس سے محبت ہو گی جب کوئی بندہ یہ روحانی تعلق جوڑتا ہے تو اس کی اپنے استاد کے ساتھ، شیخ کے ساتھ قلبی دینی محبت ہوتی ہے۔ یہ محبت انسان کا ایسا سرمایہ ہے کہ اس سرمایہ کی وجہ سے اگر استاد کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن رحمت سے جنت میں جگہ عطا فرمادی تو اللہ تعالیٰ شاگرد کو بھی انہیں کے ساتھ جنت عطا فرمائیں گے۔

ساتواں فائدہ:-

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ارشاد ہے۔ کہ جب کوئی بیعت کرے۔ تو تمام اولیاء کرام کی توجہات اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ (تو کتنا بڑا فائدہ ہے کہ ایک بیعت سے صلحاء کی دوستی میں انسان آجاتا ہے۔ اور اس حدیث کا مصداق ہو جاتا۔ کہ "المرء مع من أحبّ" (کہ انسان اس کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ اس کی محبت ہو) اور جس طرح نیک

لوگوں (اصحاب کہف) کی صحبت کتے نے اختیار کی تو وہ بھی جنت میں جائے گا۔ (مگر انسان کی شکل میں)۔

آٹھواں فائدہ:-

فضل علی قریشیؒ کا قول ہے۔ کہ جس دل پر یہ انگلی رکھ دی جاتی ہے۔ تو وہ بے کلمہ فوت نہ ہو گا۔ یعنی بیعت کے وقت مرشد اپنے مرید کے دل پر انگلی رکھتا ہے۔ اور اس کے دل پر توجہ دیتا ہے۔

نواں فائدہ:-

ایک حدیث میں ہے کہ علماء کو کہا جائے گا کہ آپ کے جتنے شاگرد ہیں ان کو اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں (تو مریدین بھی اپنے مرشدین کے شاگرد ہیں، بالوٰسطہ یا بلاواسطہ)۔

دسواں فائدہ:- (علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا ارشاد)

حضرت مولانا عبد اللہ صاحب شجاع آبادیؒ فرماتے تھے۔ کہ جب ہم دورہ حدیث سے فارغ ہوئے تو حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے ہم کو جمع کیا اور نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ جتنی دفعہ بھی بخاری شریف ختم کرو۔ لیکن جب تک اللہ والوں کے جوتے سیدھے نہ کرو اور ان کی صحبت اختیار نہ کرو اس وقت تک حقیقت علم سے محروم رہو گے۔ اور جوش میں آکر فرمایا کہ اللہ والوں کے جوتوں کے ذرات بادشاہوں کے تاجوں کے جواہر سے افضل ہیں۔ (کشکول معرفت)

بیعت کوئی نیا عمل نہیں

اس لیے یہ کوئی ایسا عمل نہیں ہے کہ جو آج ہم کر رہے ہیں، یہ نبی علیہ السلام کے زمانے سے چلا اور آج تک چلتا چلا آرہا ہے، اسی لیے اس کو سِلْسِلَۃ کہتے ہیں، سِلْسِلَۃ کا مطلب ہوتا ہے، زنجیر، کڑی سے کڑی ملتی جاتی ہے اور زنجیر لمبی بنتی جاتی ہے، تو یوں سمجھیں کہ نبی علیہ السلام کا قلبِ مبارک پہلی کڑی تھی، پھر اس کے ساتھ حضرت علیؓ کا قلب مبارک جڑا وہ دوسری کڑی پھر ان کے ساتھ آگے حضرت حسن بصریؒ کا قلب جڑا، چلتے چلتے اب ہمارے حضرت جی کا اس سلسلے میں اٹھتیسواں نمبر بنتا ہے، تو ہمارے حضرت حضرت جی اس سلسلے کی اٹھتیسویں کڑی ہیں، جو لوگ اپنی بیعت کا تعلق اب ہمارے حضرت جی کے ساتھ کرتے ہیں تو وہ گویا انتالیسویں کڑی بن جاتے ہیں اور یہ پوری کی پوری لڑی آپس کے قلبی تعلق کی وجہ سے ایک ہی جگہ پر ہو گی، جہاں پہلے کڑی والے ہونگے اور وہ اللہ کے محبوب چونکہ جنتوں میں ہونگے، لہٰذا اس قلبی تعلق کی وجہ سے یہ ساری کڑیوں کو محبوب ﷺ کے قدموں میں سمیٹ دیا جائے گا۔

یہ فوائد وہ ہیں کہ کوئی خواب میں نہیں دیکھے، کوئی سوچ کر نہیں بتائے، قرآن اور احادیث میں پہلے سے موجود ہیں اسلئے آپ کے سامنے یہ مختصر لکھ دیئے، تاکہ آپ کو پتہ چل جائے کہ آخر اس کا فائدہ کیا ہوتا ہے، کئی مرتبہ شیطان ذہن میں ڈالتا ہے، کہ جی بیعت کر لیں گے تو پابندیاں لگ جائیں گی، بھائی شریعت کی پابندیاں تو پہلے سے ہی لگی ہوئی ہیں، کلمہ پڑھنے سے، اگر پابندیوں سے ہی ڈرنے والا کوئی ہے تو پھر اس کو کلمہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، جب کلمہ پڑھ لیا تو شریعت کی پابندیاں پہلے سے موجود ہیں، اس ایمان کی

برکت کی وجہ سے، تو مشائخ کوئی اور ایسی پابندیاں نہیں لگاتے کہ جو بندے سے ہو نہ سکیں، بہت تھوڑے سے اعمال بتاتے ہیں۔

مثال کے طور پر سو سو مرتبہ صبح، شام درود شریف پڑھنا، سو سو مرتبہ استغفار پڑھنا، قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور دس پندرہ منٹ صبح وشام ذکر قلبی (یعنی مراقبہ) کرنا، اب بتائیں یہ کتنا مشکل کام ہے، اگر کوئی عورت مصلے پر بیٹھ کر درود شریف نہیں پڑھ سکتی تو کام کے دوران وہ درود شریف پڑھ لے، اگر کوئی استغفار بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتی تو چلتے پھرتے استغفار پڑھ لے، اور کام آسان ہو گیا۔

تو یہ کام بہت آسان ہیں، مگر اس کے صدقے جو اجر اور بدلہ ملتا ہے، وہ بہت عظیم ہے، اللہ تعالیٰ ہماری مغفرت فرمائے اور ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے مشائخ کے ساتھ اس قلبی تعلق کے صدقے قیامت کے دن اپنی پسندیدہ جگہ جنت عطا فرمائے، چونکہ فرمایا "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" بندہ وہیں ہو گا، جسکے ساتھ اس کو محبت ہو گی۔ (خانۂ دل آباد رہے)

خلاصہ کلام

خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ ہمیں اس میں بہت بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ بخاری شریف ختم اور پھر دارالعلوم دیوبند میں جس کی بنیاد نبی کریم ﷺ نے رکھی ہے۔ اور قول بھی انور شاہ کشمیریؒ جیسے محدث کا تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بیعت اور صحبت کتنی ضروری چیز ہے۔

اور اس کے ساتھ ساتویں نمبر فائدے میں حضرت تھانویؒ کا قول بھی عجیب ہے کہ ایک بیعت اور لاکھوں توجہات کا مرکز بننا۔ اب ہمیں یہ معلوم ہو گیا۔ جو بھی انسان علم

کی حقیقت کو پہنچنا چاہتا ہو اور تمام تر توجہات کا مرکز بنا چاہتا ہو وہ ایک مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کے فیوضات سے اپنے آپ کو سرفراز کرے۔

مرشد کی ضرورت

جیسا کہ بتایا گیا کہ نیک ہونے کے لیے نیکوں کی صحبت ضروری ہے۔ یہ ایک عام بات ہے۔ جس کو ہر ایک جانتا ہے۔ لیکن باقاعدہ تربیت کے لیے کسی ایک نیک شخص کے ساتھ جس کو تربیت کا فن بھی آتا ہوا اور اس کی صحبت میں برکت بھی ہو، تعلق ضروری ہے۔ اللہ کی عادت یوں ہی جاری ہے کہ کوئی کمال استاد سے سیکھے بغیر حاصل نہیں ہوتا پس جب اس راہ طریقت میں آنے کی توفیق ہو تو استاد طریقت کو ضرور تلاش کرنا چاہیئے۔ جس کے فیض، تعلیم، برکت و صحبت سے مقصودِ حقیقی تک پہنچنا آسان ہو گا۔

یعنی اے دل اگر اس سفر کی خواہش ہو تو رہبر کا دامن پکڑ کر چلو۔ اس لئے کہ جو بھی عشق کی راہ میں بغیر رفیق کے چلا اس کی عمر گزر گئی اور وہ عشق سے آگاہ نہ ہوا۔ چنانچہ صرف کتابوں سے بھی کوئی کامل مکمل نہیں ہوا ہے۔ موٹی بات ہے کہ بڑھئی کے پاس بیٹھے بغیر کوئی بڑھئی نہیں بن سکتا۔ حتٰی کے بسولہ بھی بطور خود ہاتھ میں لے کر اٹھائے گا وہ بھی قاعدہ سے نہ اٹھایا جا سکے گا۔ بلا درزی کے پاس بیٹھے سوئی پکڑنے کا انداز بھی نہیں آتا۔ بلا خوشنویس کے پاس بیٹھے اور بلا قلم کی گرفت اور کوشش کے ہرگز کوئی خوش نویس نہیں بن سکتا۔ ایسی ہستی اگر کسی کو میسر ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت سمجھ کر اس سے استفادہ کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔ اسی ہستی کو طریقت میں شیخ کہتے ہیں۔ ویسے تو شیخ عربی میں بوڑھے کو کہتے ہیں۔ لیکن اس سے مراد رہبر کامل ہے جس کا ہاتھ پکڑنے سے

مقصود حاصل ہونے کی قوی امید ہوتی ہے۔ سلف صالحین کی زندگیوں میں سے چند چیزیں پیش کیں جاتی ہیں۔

ا:- امام رازیؒ نے اپنی مشہور تفسیر میں سورہ فاتحہ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے اھدنا الصراط المستقیم فرمادیا تو بات ختم ہوئی بلکہ پھر فرمایا صراط الذین انعمت علیھم یہ آیت اس بات کی دلیل ہے۔ کہ مریدوں کے لیے ہدایت اور کامل مقامات پر پہنچنے کیلئے اس کے علاوہ دوسرا راستہ نہیں۔ کہ یہ ایک ایسے کامل شیخ کی اتباع کرے۔ کہ صراط مستقیم کی طرف ان کی راہنمائی کرے۔ (تفسیر کبیر)

۲:- فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ

نفس مطمئنہ کو مخاطب کر کے یہ حکم ہو گا کہ میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ اس میں پہلے اللہ کے صالح اور مخلص بندوں میں شامل ہونے کا حکم ہے پھر جنت میں داخل ہونے کا، اس میں اشارہ پایا جاتا ہے کہ جنت میں داخل ہونا اس پر موقوف ہے کہ پہلے اللہ کے صالح مخلص بندوں کے زمرہ میں شامل ہو ان سب کے ساتھ ہی جنت میں داخلہ ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو دنیا میں صالحین کی صحبت و معیت اختیار کرتا ہے یہ علامت اس کی ہے کہ یہ بھی انکے ساتھ جنت میں جائے گا۔ اسی لئے حضرت سلیمانؑ نے اپنی دعا میں فرمایا۔

وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا میں فرمایا:

وَاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔

معلوم ہوا کہ صحبت صالحین وہ نعمت کبریٰ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس دعا سے مستغنی نہیں۔ (معارف القرآن ۴۴۷۔ جلد نمبر ۸)

۳:- اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے سوال کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی بزرگ سے محبت کرتا ہے مگر عمل کے اعتبار سے ان کے درجہ تک نہیں پہنچتا؟ آپؐ نے فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

یعنی ہر شخص اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی محبت و صحبت انسان کے لیے حصول ولایت کا ذریعہ ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت رزینؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ نے حضرت رزینؓ سے فرمایا کہ میں تمہیں دین کا ایسا اصول بتلاتا ہوں جس سے تم دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی حاصل کرسکتے ہو، وہ یہ ہے کہ اہل ذکر کی مجلس و صحبت کو لازم پکڑو اور جب تنہائی میں جاؤ تو جتنا زیادہ ہو سکے اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو حرکت دو، جس سے محبت کرو اللہ کے لیے کرو اور جس سے نفرت کرو اللہ کے لیے کرو۔ (مظہری)

مگر یہ صحبت و مجالست انہیں لوگوں کو مفید ہے جو خود ولی اللہ متّبع سنت ہوں اور جو رسول کریم ﷺ کی سنت کے تابع نہیں وہ خود درجۂ ولایت سے محروم ہیں، چاہے کشف و کرامات ان سے کتنے ہی صادر ہوں۔ اور جو شخص مذکورہ صفات کے اعتبار سے ولی ہو اگرچہ اس سے کبھی کوئی کشف و کرامت ظاہر نہ ہوئی ہو وہ اللہ کا ولی ہے۔

اولیاء اللہ کی علامات اور پہچان تفسیر مظہری میں ایک حدیث قدسی کے حوالہ سے یہ نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے اولیاء میرے بندوں میں سے وہ لوگ ہیں

جو میری یاد کے ساتھ یاد آویں اور جن کی یاد کے ساتھ میں یاد آؤں، اور ابن ماجہ میں بروایت حضرت اسماءؓ بنت یزیدؓ مذکور ہے کہ رسول ﷺ نے اولیاء اللہ کی یہ پہچان بتلائی: اَلَّذِیْنَ اِذَارُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ یعنی جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔

(معارف القرآن صفحہ ۵۵۰، جلد نمبر ۴۔ مفتی شفیعؒ)

۴:-

یاایھا الذین امنوا اتقوااللہ و کونوا مع الصادقین

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ رہو

(التوبہ: آیت نمبر ۱۱۹)

سچے لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو زبان، ہاتھ، قول، فعل، ہر چیز میں سچے ہوں اور یہی خلاصہ ہے ولی کامل کے اوصاف کا امام رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کے تحت فرمایا: یہ حکم (سچے لوگوں کے ساتھ رہنے کا) ظاہر ہے کہ قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کو ہے۔ اس لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ مسلمانوں کا مجمع کسی زمانے میں صادقین سے خالی نہ رہے گا۔

علامہ حکیم اخترؒ نے اس آیت کو تفسیر میں بیان فرمایا ہے:

کہ اللہ تعالیٰ نے (کونوا مع الصادقین) فرمایا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ کہ قیامت تک اہل اللہ کو پیدا فرماتے رہیں گے۔ کیونکہ انہوں نے اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنے کا ہمیں حکم دیا ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی زمانہ میں قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل محال ہو جائے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ (یاایھا الذین امنو اتقو اللہ)

اے ایمان والوں تقوٰی اختیار کر کے میرے دوست بن جاو اور اپنی غلامی کے سر پر تاج ولایت رکھ لو۔ ابھی تو خالی مومن ہو۔ لیکن ولی نہیں ہو سکتے۔ جب تک تقوٰی اختیار نہیں کروگے۔ لیکن تقوٰی کہاں سے ملے گا۔ فرماتے ہیں کہ کونوا مع الصادقین تقوٰی متقین کی صحبت سے ملے گا۔(علامات محبت صفحہ ۳۷۲)

۵:- حضرت وحشیؓ کو نبی علیہ السلام کی چند لمحے کی صحبت سے وہ مقام مل گیا کہ اگر پوری دنیا اویس قرنیؒ جیسے حضرات سے بھر جائے تو بھی ان کی گرد راہ کو نہیں پا سکتی۔ حضرت امام شافعیؒ سے کسی نے پوچھا حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں بدامنی رہی جب کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں امن و امان رہا تو دونوں میں سے کون افضل ہے؟ فرمایا سیّدنا امیر معاویہؓ جب گھوڑے پر سوار ہو کر نبی علیہ السلام کے ہمراہ جہاد پر نکلتے تھے تو اس گھوڑے کے نتھنوں میں جو مٹی جاتی تھی عمر بن عبدالعزیزؒ اس کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ معلوم ہوا کہ صحبت کا نعم البدل کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی۔ کسی عارف نے کہا ہے کہ

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء کے ساتھ تھوڑی دیر کی صحبت، سو سال بے ریا اطاعت سے افضل ہے۔

۶:- حضرت حسن بصریؒ نے اٹھارہ بدری صحابہؓ سے علم ظاہری حاصل کیا تاہم علم باطنی حضرت علیؓ سے حاصل کیا اور انوار ولایت کا اکتساب کیا۔

۷:- حضرت سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ابو ہاشم الصوفیؒ نہ ہوتے تو میں ریاکاری کی دقیق باتوں سے واقف نہ ہوتا۔

۸:- امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ نے حضرت جعفر صادقؓ سے فیض پایا۔ امام اعظمؒ نے دو سال کے رابطہ کے بعد فرمایا: "لولا السنتان لهلك النعمان" وہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔ نعمان، حضرت ابو حنیفہؒ کا نام ہے۔

۹:- ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ حضرت امام اعظمؒ سے ملنے کیلئے تشریف لائے۔ امام صاحب نے فرمایا: "سیدنا ابراہیم آگئے" طلبا نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا: "ہم جسموں کی خدمت کرنے میں مشغول اور یہ خدا کی خدمت کرنے میں مشغول۔" پس ایسی باخدا ہستی کو ہی مرشد کہا جاتا ہے"۔

۱۰:- حضرت امام اعظمؒ نے امام ابو یوسفؒ کو وصیت فرمائی۔

"واكثر ذكر الله تعالى فيما بين الناس ليتعلمو امنك ذلك"

لوگوں کے درمیان ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کیا کرو تاکہ لوگ تم سے ذکر سیکھیں۔

۱۱:- امام شافعیؒ نے حضرت امام محمد بن حسن شیبانیؒ سے فیض پایا۔ آپ کا مشہور قول ہے۔

"میں نے صوفیا کی صحبت اختیار کی اور ان کی دو باتوں سے بڑا نفع پایا۔ ایک یہ کہ وقت ایک تلوار ہے اگر تم اس کو نہ کاٹو گے تو وہ تم کو کاٹ دے گا اور دوسری بات یہ کہ اگر تم اپنے نفس کو حق میں مشغول نہ کرو گے تو وہ تم کو باطل میں مشغول کر دے گا۔"

(مدارج السالکین)

۱۲:- امام احمد بن حنبلؒ اپنے وقت کے ولی کامل (حضرت بشر حافیؒ) کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔ ایک دن طلباء نے پوچھا، حضرت! آپ اتنے بڑے عالم ہو کر ایسے شخص کے پاس جاتے ہیں جو عالم نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ نے تاریخی جواب دیا "میں کتاب اللہ کا عالم ہوں۔ بشر حافیؒ عالم باللہ ہیں اور عالم باللہ کو عالم کتاب اللہ پر فضیلت حاصل ہے" اللہ اکبر کبیراً۔

۱۳:- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ناپاک زمین کے پاک ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اتنی بارش برسے کہ گندگی کو بہالے جائے۔ دوسرے اتنا سورج چمکے کہ نجاست کو جلا دے اس کا نام و نشان مٹا دے۔ اسی طرح قلب کی زمین کے لیے دو ہے۔ ذکر سے بھی دل صاف ہوتا ہے اور شیخ کامل کی توجہات سے بھی۔

۱۴:- شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی محبت توحید کا اساس ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت بھی اہل اللہ کی محبت اور صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

۱۵:- امام ابو القاسم قشیریؒ نے فرمایا مرید پر واجب ہے کہ کسی شیخ سے ادب (یعنی تعلیم و تربیت) حاصل کرے اگر اس کا کوئی شیخ نہ ہو گا تو وہ کبھی فلاح نہ پائے گا۔ اور حضرت ابو یزیدؒ فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی شیخ نہیں تو اس کا رہبر شیطان ہے (یعنی اس کے کہے پر وہ چلے گا) میں نے اپنے استاد ابو علی دقاقؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو درخت خود دار ہوتا ہے وہ پتے تو لاتا ہے۔ لیکن پھل نہیں دیتا۔ اسی طرح مرید کا بھی حال ہے یعنی جب اس کے لیے کوئی شیخ نہ ہو گا جس سے کہ وہ طریق شیئاً فشئیاً (درجہ بدرجہ) حاصل کرے تو وہ اپنی خواہش ہی کا بندہ رہے گا اس سے اس کو خلاصی نہیں ہو سکتی۔

۱۶:- سیّد انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے ایک دفعہ فرمایا۔ لاکھ بار بخاری پڑھو۔ جب تک کسی شیخ کامل کے جوتے سیدھے نہ کرو گے کچھ نہیں بنے گا۔ تصوف میں بڑی چیز فیض محبت شیخ ہے اہل اللہ کی صحبت کے بغیر بصیرت کا آنا ناممکن ہے علم اور چیز ہے مگر کتابوں کے علم کے مصداق رنگ چڑھانا ہو تو یہ کسی کامل متبع سنت مرشد کی صحبت سے حاصل ہو گی۔ قاعدہ

ہے ہر چیز اپنی اپنی دکان سے ملتی ہے۔ کپڑا کپڑے کی دکان سے، حکمت، حکیم سے، دوا پنساری سے، علم مدرسہ سے مگر علم کے مصداق رنگ چڑھانا ہو تو وہ اہل اللہ کی صحبت عقیدت ادب ور اطاعت سے نصیب ہوتا ہے۔

نہ کتابوں سے نہ واعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

۱۷:- حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ جو حضرت شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید تھے، حاجی صاحب اتنے عالم نہیں تھے جتنے بڑے نانوتویؒ تھے۔ حضرت نانوتویؒ سے کسی نے پوچھا آپ نے حاجی صاحب کو کیوں مرشد بنایا وہ تو اتنے بڑے عالم نہیں؟ فرمایا وہ تو عالم گر ہے یعنی عالموں کو بنانے والے ہیں۔

۱۸:- حضرت حکیم الامتؒ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ عالم کو چاہیئے کہ تدریس کی فراغت کے بعد صحیح مرشد، متبع سنت کی صحبت میں کم از کم چھ ماہ اصلاح نفس کے لیے رہے مگر وہاں اپنے سب دعوے مٹا کر رہے۔ یہ نہ کہ میں فلاں عالم ہوں، یا سیّد زادہ ہوں یا فلاں قاری صاحب ہوں۔

۱۹:- شیخ ہالیجویؒ نے فرمایا کہ بایزید بسطامیؒ کی خدمت میں ایک آدمی آتا تھا، اس نے کہا حضرت ستّر سال ہوئے ہیں۔ کہ میں ساری رات عبادت کرتا ہوں اور نیند نہیں کرتا اور دن کے وقت روزہ رکھتا ہوں۔ میری حالت آپ کی طرح کیوں نہیں ہوتی۔ آپ کی یہ حالت بھی عبادت کی وجہ ہوئی ہے اور اس عبادت کی وجہ سے اتنے مراتب اور مقام پیدا ہوئے ہیں۔ مگر میں اتنی عبادت بھی کرتا ہوں مگر کچھ نہیں ہوا۔ حضرت نے اس کا جواب دیا کہ تو نے جو عبادت کی ہے وہ شیطان کی غذا بن گئی ہے۔ خدا کا مقبول بندہ جو عبادت کرتا ہے تو وہ

روح کو پہنچتی ہے۔ لیکن تو نے جو عبادت کی ہے وہ نفس تک پہنچی، روح تک نہیں پہنچی۔ وہ عبادت نفس ہی کھا گیا یہ اس لیے ہوا کہ تو نے عبادت خود ہی کی ہے کسی اہل اللہ سے پوچھ کر نہیں کی ہے۔ جو تجھے نفس کے مکر سے بچاتا۔ شیخ کے کہنے سے عبادت میں روح بڑھتی ہے۔

۲۰:- مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کا ایک اور راستہ یہ بھی ہے کہ کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کرے۔ مقام محبت اپنے آپ کو کسی مرشد کامل کے حوالہ کئے بغیر عموماً حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس مقام کو حاصل کرنے کے طریقے مختلف ہوتے ہیں۔ اور شیخ کامل ہی ان طریقوں کو پہچان سکتا ہے۔

۲۱:- ایک اللہ والے نے فرمایا کہ سالک کی منزل کا قریب ترین راستہ یہ ہے کہ اہل دل کے دل میں جگہ پیدا کرے کیونکہ ان کا دل حق تعالیٰ کی نظر کی جگہ ہے۔ اس لئے ان کے دل میں رہنے والا بھی ضرور حصہ پائے گا۔

اللہ والوں کی صحبت کے فوائد

۱:- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ (کونو مع الصادقین) یعنی صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔ صادقین کے ساتھ ہونے کا چونکہ حکم الٰہی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ قیامت تک صادقین پیدا کرتے رہیں گے۔ شہداء بھی ہر دور میں ہیں۔ اور صالحین بھی۔ صرف کتاب کے ذریعے حق و باطل کا واضح ہونا بھی بہت مشکل ہے۔ اگر یہ واضح ہو بھی جائے تو عمل کی توفیق اکثر تب ملتی ہے جب صالحین کی صحبت میسر ہو کیونکہ انسان پر صحبت کا اثر لازم ہے۔ ایک حدیث شریف ہے۔ کہ بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر والدین اس کو یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔ اس لیے صالحین کی صحبت کے حاصل کرنے پر بہت زور ہے۔ اور اس کے بالمقابل صحبت بد سے بچنے کی تلقین بھی کی گئی ہے۔ بقول مولانا رومؒ

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

اللہ والوں کی تھوڑی دیر کی صحبت سو سالہ بے ریا طاعت سے بہتر ہے۔ نیکوں کی صحبت اگر ایک گھڑی بھی نصیب ہو جائے تو وہ سو سالہ زہد و طاعت سے بہتر ہے۔

صحبت صالح کی مثال عطار کی دی گئی ہے کہ اور کچھ نہ ہو تو بھی عطر کی خوشبو تو نصیب ہو ہی جاتی ہے۔ اور صحبت بد کی مثال لوہار کی دکان سے دی گئی ہے کہ اور کچھ نہ بھی ہو تو دھواں تو پریشان کرتا ہی ہے۔ اس لئے انسان کو ہمیشہ اپنی صحبت کا خیال رکھنا چاہیئے۔ نہیں تو نتیجہ بہت خراب ہو سکتا ہے۔ بقول مولانا رومؒ

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

مطلب یہ ہے کہ نیک آدمی کی صحبت تم کو نیک بنادے گی۔ اسی طرح بدبخت کی صحبت تم کو بدبخت بنادے گی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی کا طالب ہو تو اس کو اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھنا چاہیئے۔ صحبت نیکاں کے متعلق یہ قطعہ بہت عجیب اور مناسب ہے۔

۲:- ایک اللہ والے نے فرمایا۔

سگِ اصحاب کہف روے چند
پائے نیکاں گرفت و مردم شد
پسر نوح با بداں بنشست
خاندانِ نبوتش گم شد

اصحاب کہف کے کتے نے چند روز نیک اور صالح لوگوں کی صحبت اختیار کی تو اس کے نام کا بھی نیک مردوں کے ساتھ ہوا لیکن نوحؑ کا بیٹا برے لوگوں کے ساتھ بیٹھا تو وہ خاندان نبوت سے نکال دیا گیا۔ (یعنی بیٹا ڈوبنے لگا تو حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ سے سفارش کی تو اللہ نے فرمایا کہ اے نوحؑ چونکہ اس کا عمل غیر صالح ہے اس لیے یہ تمہارے اہل میں شامل نہیں۔ حدیث پاک ہے۔ المرء مع من احب آدمی (روز حشر) اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت رکھتا ہے۔

نیست ہرگز نفس کش جز ظل پیر
دامن آں نفس کش محکم بگیر

پیر کے سائے کے بغیر نفس کشی مشکل ہے اس لیے اس نفس کشی یعنی پیر کامل کا دامن مضبوطی سے پکڑ۔ بیعت کی اصل ہی رفاقت اور شیخ و مرشد کی صحبت و رابطہ ہے۔ حق تعالیٰ جل شانہ تک رسائی کا زینہ بھی اہل اللہ کی صحبت ہی ہے۔

۳:۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ارشاد ہے کہ میں اہل اللہ کی صحبت فرض عین قرار دیتا ہوں۔ کیونکہ اصلاح نفس بدون صحبت اہل اللہ کی عادۃً محال ہے۔ اور جب اصلاح نفس فرض ہے تو مقدمہ فرض کا بھی فرض ہوتا ہے۔ بھلا فرض کا موقوف علیہ کیونکہ فرض نہ ہو گا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ اپنے نفس کی اصلاح فرض عین ہے۔ اسی طرح جسمانی امراض کا علاج سنت موکدّیہ ہے اور روحانی امراض کا علاج فرض عین ہے۔ حالانکہ لوگ جسمانی امراض کے علاج کو لازمی اور ضروری سمجھتے ہیں۔ مگر روحانی علاج کرنے کی کوئی فکر نہیں کرتے اہل اللہ کی صحبتوں کی برکات سے انسان ہزاروں گناہوں سے بچ سکتا ہے۔

۴:-　　جس کو صحبت شیخ کی ضرورت ہو۔ اس کے لیے نفلوں وغیرہ سے صحبت میں حاضر رہنا افضل ہے۔ خواہ کچھ پڑھتا رہے۔ یا خاموش بیٹھا رہے۔ ہاں جو وہ کچھ بیان کرے تو متوجہ ہو کر سنے۔

۵:-　　حضرت تھانویؒ نے ارشاد فرمایا کہ بدون صحبت شیخ کے اگر کوئی لاکھ تسبیحیں پڑھتا رہے کچھ نفع نہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت خود ذکر اللہ میں یہ صفت ہونی چاہیئے تھی کہ وہ خود کافی ہو جایا کرتا صحبت شیخ کی کیوں قید ہے۔ فرمایا کہ کام بنادیگا تو ذکر اللہ ہی بنادے گا۔ لیکن اللہ کی عادت یوں جاری ہے کہ بدون شیخ کی صحبت کے صرف ذکر کام بنانے کے لیے کافی نہیں اس کے لیے صحبتِ شیخ شرط ہے۔ جس طرح کہ کاٹ جب کرے گی تلوار ہی کرے گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کسی کے قبضہ میں ہو ورنہ اکیلی تلوار کچھ نہیں کرسکتی۔

۶:-　　حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں۔ کہ صحبت شیخ اور اتباع سنت اگر یہ دونوں کسی میں ہوں تو اس کے ظلمات بھی انوار ہیں اور اگر ان میں سے ایک بھی غائب ہو تو اس کے انوار بھی ظلمات ہیں۔

۷:-　　شیخ کی مجلس میں شیخ کے قلب کی طرف متوجہ رہے خواہ وہ کسی کام میں مشغول ہو اور یہ تصور رکھے کہ اس کے قلب سے میرے قلب میں انوار آرہے ہیں۔ (انفاس عیسیٰ)

۸:-　　حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ارشاد فرمایا کہ دو عالم ہمارے پاس ہوں ایک تربیت اور صحبت یافتہ ہو۔ دوسرا صحبت یافتہ نہ ہو۔ پانچ منٹ میں ہم خود بتادیں گے کہ یہ صحبت یافتہ ہے۔ اور یہ صحبت یافتہ نہیں۔ بدون تربیت یافتہ مولوی کے ہر لفظ میں آنکھوں کے تیور ہیں۔ کندھوں کے نشیب و فراز میں، رفتار میں گفتار میں کبر نفس کے آثار ہوں

گے۔ اور جس نے نفس کو صحبت اہل اللہ کے ذریعہ مٹایا ہے اس کی ہر بات ہر ادا میں عبدیت، فنائیت اور تواضع کے آثار ہوں گے۔

۹:- حضرت مولانا عبد اللہ صاحب شجاع آبادیؒ نے فرمایا کہ جب ہم دورہ حدیث سے فارغ ہوئے تو حضرت کشمیری صاحب نے ہم سب طلباء کو جمع کر کے نصیحت کی اور فرمایا کہ دیکھو خواہ کتنی بار ختم بخاری شریف کر لو مگر جب اللہ والوں کی جوتیاں نہ سیدھی کرو گے اور ان کی صحبت نہ اختیار کرو گے حقیقت اور روح علم سے محروم رہو گے۔ اور جوش میں فرمایا اللہ والوں کی جوتیوں کی خاک کے ذرات سلاطین دنیا کے تاجوں کے موتی سے افضل ہیں۔

۱۰:- حضرت گنگوہیؒ کا ارشاد ہے۔ کہ سو برس کی اخلاص والی حیات سے اہل اللہ کی ایک ساعت کی صحبت کیوں افضل ہے؟ اس لیے کہ اخلاص ملتا ہی ہے ان حضرات کی صحبت کی برکت سے، تو سو برس کی عبادت اخلاص والی کہاں سے ملے گی؟ انہی حضرات کی صحبت کی برکت سے تو ملے گی۔

۱۱:- شیخ ابو طالب مکیؒ نے قوت القلوب میں لکھا ہے۔ کہ ایک سالک نے ایک عارف باللہ سے عرض کیا کہ میں خدا سے بہت غافل ہوں۔ نیکیوں کی طرف سست اور بہت کاہل ہوں۔ کوئی نصیحت فرمائیے کہ میں اس کی تلافی کروں۔ انہوں نے جواب دیا۔ ”بھائی اگر تو اولیاء اللہ سے محبت کر سکے اور ان کی صحبت اور قربت حاصل کر سکے تو فوراً کر شاید وہ تجھے اپنے دل میں رکھ لیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر روز ستر بار اپنے اولیاء کے قلوب پر نظر رحمت فرماتا ہے۔ شاید کسی دن اس محبت کی وجہ سے جو تو ان سے رکھتا ہے۔ تیری جانب بھی نظر رحمت سے دیکھ لے اور تجھے دنیا و آخرت کی پریشانیوں سے پناہ دے دے۔

۱۲:- اسی طرح اولیاء اللہ کی خانقاہوں میں اگر کوئی سو بھی جائے۔ تہجد بھی نہ پڑھے تو بھی قلب میں نور پہنچ جائے گا۔ سائنسدانوں کے نزدیک تو انسانوں کی سانس میں کاربن ڈائی آکسائیڈ ہوتی ہے۔ لیکن انبیاءؑ کی سانس میں اور اولیاء اللہ کی سانس میں صرف کاربن ڈائی آکسائیڈ نہیں ہوتی۔ انکے پاکیزہ انوار کو سائنسدان کیا جانیں۔ انفاس نبوتؐ صحابہؓ ساز ہوتے ہیں اور انفاس اولیاء اولیا ساز ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے قلب میں اللہ کا نور بھرا ہوا ہے۔ جلے بھنے دل سے جو سانس نکلتی ہے اس میں وہ انوار شامل ہوتے ہیں۔ جو دوسرے دلوں میں نفوذ کر جاتے ہیں۔

۱۳:- حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ اپنے تجربہ کی بنا پر فرماتے ہیں کہ ذی علم لوگ میرے پاس اصلاح کے لیے آتے ہیں۔ اور ان کے اخلاق اچھے نہیں ہوتے'' وجہ اس کی صرف یہ ہے کہ انہوں نے صرف علم دین کی کتابوں کو پڑھا ہے مگر کسی اہل اللہ کی صحبت اختیار نہیں کی اور

در کنز و ہدایہ نتوان یافت خدارا

بقول اکبر الہ آبادی مرحوم

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

واقعی بڑی کتابوں سے کوئی کامل مکمل نہیں ہوا،

کورس تو لفظ سکھاتے ہیں
آدمی آدمی بناتے ہیں

۱۴:- حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ نے فرمایا حضرت سیّد حسین احمد مدنیؒ فرماتے تھے کہ جس عالم نے کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر اخلاق کو پاک و صاف نہیں کیا ہو تو وہ اپنے وقت کا مغرور و متکبر ہو گا۔ اور اس کے علم سے خلق خدا کو فائدہ نہیں ہو گا۔ بسا اوقات اس سے نقصان ہی ہو گا۔

ایک اللہ والے نے فرمایا کہ جب طب جدید میں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ انسان خود اپنا علاج نہیں کر سکتا خواہ اس نے طب کی کثیر کتب پڑھی ہوں بلکہ اس کے لیے طبیب ضروری ہوتا ہے۔ جو اس کے پوشیدہ امراض کی تشخیص کرے۔ اور پیچیدہ امراض سے مطلع ہو جو اس کے لیے مخفی تھیں۔ تو امراض قلبیہ اور نفسانی بیماریوں کو طبیب کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ بیماریاں خطرناک پوشیدہ اور دقیق ہوتی ہیں۔ اس لیے کسی مرشد کامل صاحب اذن سے تزکیہ نفس اور ان بیماریوں سے چھٹکارا پانا مفید اور ضروری ہوتا ہے۔

۱۷:- ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں ان کو ایک آدمی ملا۔ انہوں نے پوچھا، تم کون ہو؟ کہنے گا، میں آتش پرست (آگ کی پوجا کرنے والا) ہوں۔ دونوں نے مل کر سفر شروع کر دیا۔ راستہ میں وہ آپس میں بات چیت کرنے لگے۔ اس بزرگ نے اس کو سمجھایا کہ آپ خواہ مخواہ آگ کی پوجا کرتے ہیں۔ آگ تو خدا نہیں، خدا تو وہ ہے جس نے آگ کو بھی پیدا کیا ہے۔ وہ نہ مانا، آخر کار اس بزرگ کو بھی جلال آ گیا۔ انہوں نے فرمایا، اچھا اب ایسا کرتے ہیں کہ آگ جلاتے ہیں۔ اور دونوں اپنے اپنے ہاتھ آگ میں ڈالتے ہیں۔ جو سچا ہو گا آگ کا اس پر کچھ اثر نہیں ہو گا۔ اور جو جھوٹا ہو گا آگ اس کے ہاتھ کو جلا دے گی۔ وہ بھی تیار ہو گیا۔

انہوں نے اس جنگل میں خوب آگ جلائی۔ آگ جلانے کے بعد مجوسی گھبرانے لگا جب اس بزرگ نے دیکھا کہ اب یہ پیچھے ہٹ رہا ہے تو انہوں نے اس کا بازو پکڑ لیا اور اپنے میں اس کا ہاتھ تھام کر آگ میں ڈال دی۔ بزرگ کے دل میں تو پکا یقین تھا کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ تعالیٰ میری حقانیت کو ضرور ظاہر فرمائے گا۔ جس سے دین اسلام کی شان وشوکت بھی واضح ہو جائے گی۔ لیکن اللہ کی شان، کہ نہ اس بزرگ کا ہاتھ جلا اور نہ ہی اس آتش پرست کا۔ وہ آتش پرست بڑا خوش ہوا اور یہ بزرگ دل ہی دل میں بڑے رنجیدہ ہوئے۔ کہ یہ کیا معاملہ ہوا۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور عرض کیا، اے اللہ! میں سچے دین پر تھا۔ تم نے مجھ پر رحمت فرمادی کہ میرے ہاتھ کو محفوظ فرمالیا۔ یہ آتش پرست تو جھوٹا تھا۔ آگ اس کے ہاتھ کو جلا دیتی۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ بات القا فرمائی کہ میرے پیارے! ہم اس کے ہاتھ کو کیسے جلاتے جب کہ اس کے ہاتھ کو آپ نے پکڑا ہوا تھا۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نسبت کی یوں لاج رکھ لیتے ہیں مجوسی تو پکا کافر تھا۔ مگر اس کے ہاتھ کو وقتی طور پر ایک اللہ والے کے ہاتھ کے ساتھ نجات نصیب ہوئی تو اللہ نے اسے بھی آگ سے محفوظ فرمادیا۔ (علامات محبت)

۱۸:- ولی کا گاؤں پر گزرنے کی برکت۔

لو مرّولی من اولیا اللہ تعالیٰ ببلدۃ لنال برکۃ مرورہ اھل تلک البلدۃ

ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں۔ اگر کسی شہر سے کوئی ولی اللہ کوئی صاحب نسبت گزر جائے اور اس کو وہاں قیام کا موقع نہ ہو تو اس شہر والے اس کے گزرنے کی برکت سے محروم رہیں گے۔ (فیضان محبت، ص۔ ۱۲)

۱۹:- حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ صالحین سے محبت کرنے والوں کو کیا انعام ملے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ ان پر دوزخ کی آگ حرام کر دی جائے گی۔(حلیۃ الاولیاء)۔

آدابِ مرشد

مشائخ کا قول ہے کہ "التصوف کلہ ادب" تصوف سراسر ادب ہے۔

کسی شاعر نے کہا

(اے دوستو! اپنے نفس کو ادب سکھاؤ کیونکہ عشق کے سب راستے آداب ہی ہیں)

درج ذیل میں سے چند آداب بیان کیے جاتے ہیں جن کی پابندی ہر سالک کے لیے از حد ضروری ہیں جو سالک جتنا زیادہ آداب کا خیال رکھے گا اُتنا جلدی ترقی پائے گا۔ اگر آداب کو پڑھ کے غفلت برتے گا تو باطنی نعمتوں سے بھی محروم رہے گا۔ یہ آداب حضرت خواجہ عبد المالک صدیقیؒ سے منسوب ہیں۔

۱۔ شیخ کو اپنے حق میں سب سے زیادہ نفع پہنچانے کا ذریعہ سمجھیں اور یہ اعتماد رکھے کہ میری اصلاح باطن اور حصول معرفت کا مقصد اسی مرشد سے باآسانی حاصل ہو گا۔ ہر جائی نہ بنے اگر دوسری طرف توجہ کرے گا تو فیض اور برکت سے محروم رہے گا۔

۲۔ اور ہر طرح سے مرشد کا مطیع اور فرمانبردار رہے کیونکہ مرشد کی عقیدت اور محبت کے بغیر فیض کا در نہیں کھلتا اور محبت کا تقاضا اطاعت اور خدمت ہے۔

۳۔ حسبِ استطاعت جان و مال سے شیخ کی خدمت کرے اور اُس پر احسان نہ جتلائے بلکہ شیخ کا احسان سمجھے کہ اس نے خدمت کو شرف قبولیت سمجھا۔ شیخ سے کسی قسم کے طمع یا

مطالبہ نہ رکھے۔ جتنی بھی خدمت کرے خلوص سے کرے تا کہ کمال ایمان سے بہرہ مند ہو۔

۴۔ مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اُس کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فرض وسنت اور نوافل کے سوا کوئی اور وظیفہ اس کی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔ بلکہ اُس کی صحبت کو غنیمت سمجھے تا کہ شیخ کی نگاہِ شفقت حاصل ہو۔ اُس کے فیض باطن سے حصہ ملے۔

۵۔ شیخ کی صحبت میں باادب ہو کر نہایت ہی عاجزی سے خاموش بیٹھا رہے اُس کے کلام قدسی کو نہایت ہی غور سے سنتا رہے ادھر اُدھر نہ دیکھے اُس کی اجازت کے بغیر کلام نہ کرے۔ بوقت ضرورت مختصر کلام کرے نہایت ہی توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔ گفتگو آہستگی اور نرمی سے کرے اپنے آواز مرشد کی آواز سے بلند نہ کرے۔

۶۔ مرشد کی نشست گاہ پر نہ بیٹھے اور اس کے مصلیٰ پر پاؤں نہ رکھے۔

۷۔ جس جگہ مرشد بیٹھا ہو اُس کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اور اُس کی طرف منہ کر کے نہ تھوکے۔

۸۔ شیخ کے آگے نہ چلے اور پیچھے چلنے میں شرم نہ کرے بلکہ سعادت سمجھے۔ جب شیخ کھڑا ہو تو مرید بھی کھڑا ہو جائے اُس کے بیٹھنے کے بعد بیٹھے۔

۹۔ مرشد کے تمام اقوال و افعال کو درست جانے اعتراض نہ کرے دل میں شک و شبہ نہ لائے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا قصہ یاد کرے۔

۱۰۔ شیخ کی سختی اور ڈانٹ ڈپٹ سے دل تنگ نہ ہو۔ بدگمانی کو راہ میں نہ آنے دے کیونکہ شیخ کی سختی طالب کے لیے صفائی کا کام کرتی ہے۔

۱۱۔ شیخ کے رُوبرو بیہودہ باتیں نہ کرے اور نہ ہی کسی کے عیوب بیان کرے۔

۱۲۔ مرشد کے قرابت داروں اور عزیزوں سے محبت رکھے۔

۱۳۔ اپنے احوالِ باطنی اچھے ہوں یا بُرے مرشد کے سامنے عرض کریں کیونکہ مرشد طبیب روحانی ہے اطلاع کے بعد اصلاح کرے گا۔ مرشد کے کشف پر اعتماد کر کے سکوت نہ کرے۔

۱۴۔ خواب میں جو کچھ دیکھے تو وہ مرشد کی خدمت میں عرض کرے۔

۱۵۔ جو اذکار مرشد تعلیم کرے اُسی کو اپنائے اُس کے علاوہ تمام اذکار جو اپنی طرف سے شروع کیے ہوں یا کسی دوسرے نے بتائے ہوں چھوڑ دے۔ البتہ اذکار مسنونہ وہ مستثنیٰ ہیں۔

۱۶۔ جو کچھ فیض باطنی پہنچے اُسے مرشد کے طفیل سمجھے اگرچہ خواب یا مراقبے میں دیکھے کہ کسی دوسرے بزرگ سے فیض پہنچ رہا ہے تو یہ خیال کرے کہ میرے مرشد کا کوئی لطیفہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

۱۷۔ اپنے شیخ کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شیخ کی طرف بغرض بیعت رجوع نہ کرے تاکہ سعادت مندی کی دولت سے مالا مال ہو۔

۱۸۔ جب مرشد دارِ فانی سے رحلت فرما جائیں اُس کے لیے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کرے تاکہ تعلق روحانی باقی رہے۔

(بتغیر تصوف و سلوک: صفحہ ۵۰)

مرشد کی محبت

محبت شیخ کیوں ضروری ہے؟

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد معصومؒ محبت شیخ کی ضرورت کے بارے میں اپنے مکتوبات میں رقم طراز ہیں۔

"اللہ کے دوستوں سے محبت کرنا ور اس کے دشمنوں سے عداوت رکھنا سب سے افضل عبادت ہے جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا کیا تو نے میرے لیے کوئی عمل کیا ہے موسیٰ نے عرض کیا یا الٰہی میں نے تیرے لیے نماز پڑھی روزے رکھے صدقہ دیا اور تیرا ذکر کیا پس اللہ ربّ العزت نے فرمایا کہ البتہ نماز تیرے لیے دلیل ہے۔ روزے تیرے لیے ڈھال ہے صدقہ سایہ اور ذکر نور ہے۔ پس میرے لیے تو نے کون سا عمل کیا تو حضرت موسیٰ نے عرض کیا یا اللہ آپ میری اس چیز کی طرف راہنمائی فرمائیں۔ جو آپ کے لیے ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تو نے میرے دوستوں سے دوستی رکھی یا میرے دشمنوں سے دشمنی رکھی پس حضرت موسیٰ نے جان لیا کہ وہ عمل

الحب فی اللہ والبغض فی اللہ

اللہ کے لیے محبت رکھنا اور اللہ کے لیے دشمنی رکھنا ہے

پس اکابر صوفیائے کرام کی محبت کو سرمایہ جانیں اور کام کا مدار اسی پر جانیں (مکتوبات معصومیہ)

کسی بزرگ سے کسی نے سوال کیا کہ روحانیت میں محبت شیخ کیوں ضروری ہے اس کا جواب وہ یوں فرماتے ہیں سوچیں! جس شیخ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محبت جیسی نعمت حاصل ہوئی ہو اس سے محبت کرنا کتنا ضروری ہے مثلاً اگر ایک درخت پر اللہ تعالیٰ تجلی ڈالے تو اس میں اور اس کے ارد گرد برکت ہوتی ہے۔ جیسا حضرت موسیٰ کے لیے درخت پر تجلی ڈالی گئی اسی طرح شیخ بھی تجلیات الٰہیہ کا مورد ہوتا ہے بھلا سوچیں اس میں کتنی برکت ہو گی۔ اور اس سے کتنی محبت ہونی چاہیے؟ مزید فرمایا فنافی الشیخ ہونے کے لیے اپنے شیخ کو دیکھیں کیسے اٹھتا ہے کیسے بیٹھتا ہے کیسے بولتا ہے حتیٰ کے ہر ہر معاملہ میں شیخ کو دیکھے کہ وہ کام کیسے کرتا ہے اس سے فنافی الشیخ کا مرتبہ آسانی سے نصیب ہو گا۔ کیونکہ شیخ سنت پر عمل کرتا ہے۔ اس لیے بندے کو اس کی برکت سے فنافی الرسول اور فنافی اللہ تک پہنچنا نصیب ہو جاتا ہے۔

ایک سفر کے دوران کسی دوست نے حضرت جی سے پوچھا کیا بزرگان دین کے بغیر براہ راست واصل باللہ نہیں ہوا جا سکتا؟ ارشاد فرمایا ہر بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ تو ہوتا ہے سپلائی موجود ہوتی ہے بزرگ تو یہ محبت الٰہی کا تعلق اور زیادہ مضبوط کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں کہ یہ اعمال کرو گے تو محبت الٰہی کا تعلق اور زیادہ مضبوط ہو جائے گا۔ مثلاً وقوف قلبی رکھنا ہر وقت ہر گھڑی ضروری ہے اپنی سوچ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف لگی رہے کہ میرا دل اللہ اللہ کرنے والا بن جائے اس لیے ہر وقت یہ سوچتا رہے کہ میرا دل کہہ رہا ہے اللہ اللہ اللہ۔ حدیث قدسی ہے جیسا بندہ اللہ تعالیٰ کے متعلق گمان کرتا ہے ویسا ہی اللہ تعالیٰ معاملہ فرما دیتے ہیں۔

پیر کی خدمت

حضرت تاج محمود امروٹیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اچھا مرید وہی ہے جو کہ پیر کو اپنا عاشق بنائے مطلب یہ کہ جو پیر کی مراد بن کر رہے۔ علم عمل اور خدمت و اطاعت سے اتنا پیر کو خوش کرے کہ وہ مرید کا عاشق ہو جائے۔

حضرت مولانا الیاس دہلویؒ کا قول ہے کہ مرید تب کچھ حاصل کر سکتا ہے کہ پیر کی جوتیوں اور چپاتیوں میں اسے کوئی فرق محسوس نہ ہو۔ پیر کی جوتیاں بھی چپاتیوں کی طرح عزیز ہوں (تا کہ طبیعت میں عاجزی و انکساری پیدا ہو۔ جو کہ روحانیت کی جڑ ہے) (مجالس فقیر)۔

طریقہ محبت

حضرت مرشد عالمؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد عبد المالک صدیقیؒ نے ایک خوبصورت بیش قیمت نفیس ہینڈ بیگ خریدا۔ پوچھنے پر بتایا کہ میں اس میں اپنے پیر و مرشد کے استعمال کے لیے مٹی کے ڈھیلے رکھا کروں گا۔ عربی کا مقولہ ہے ان المحب لمن یحب مطیع۔ محبّ جس سے محبت کرتا ہے اس کا مطیع ہوتا ہے۔ یہی محبت و خدمت حصول فیضان کا سبب بنتی ہے۔ (تصوف و سلوک)

محبت شیخ کے واقعات

مدینہ شریف میں ایک بزرگ فرمارہے تھے کہ اصل چیز ایمان ہے اور ایمان کا جوہر محبت ہے۔ اللہ پاک سے اور اللہ کے محبوب حضرت محمد ﷺ سے جتنی زیادہ محبت ہو گی اتنا زیادہ ایمان ہو گا۔

تصوف وسلوک کا مقصد

اور یہ تصوف وسلوک، ذکر اللہ کی لائن، اس کا مقصد بھی محبت الٰہی ہے۔ مشائخ جو پڑھنے کیلئے اور کرنے کے لیے بتاتے ہیں اُس سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اللہ کا ذکر ہے اور اللہ پاک اپنے ذکر سے خوش ہوتے ہیں، ثواب ملتا ہے، آخرت بنتی ہے۔ دوسرا فائدہ جو اس کا مقصد ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے سے اور اس لائن میں لگنے سے دل کے اندر تبدیلی آتی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ کسی وقت ذکر کر لیا، ثواب مل گیا، یہ بھی اچھی بات ہے لیکن اس محنت کا مقصد یہ ہے کہ ایسی اصلاح ہو جائے اور دِل گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے کہ اُسکے اندر اللہ پاک کی محبت آجائے۔ اور غیر اللہ کی محبت نکل جائے، اللہ کا خوف نصیب ہو جائے، غیر اللہ کے خوف سے جان چھوٹ جائے، اللہ عظمت نصیب ہو جائے اور غیر اللہ کی عظمت سے دل پاک ہو جائے۔ یہ مقصود شیخ کی صحبت سے، تربیت سے اور محنت و ریاضت سے نصیب ہوتا ہے۔ اس محنت کے بارے میں بنیادی بات یہ ہے کہ جو کچھ کہا جائے اس کو پلّے باندھ لیا جائے۔ کسی بھی حالت میں اس کا ناغہ نہ ہو۔ اس پابندی سے دل میں اپنے شیخ کی محبت کا، رسول پاک ﷺ کی محبت کا اور خود للہ پاک کی محبت کا جذبہ بیدار ہو گا۔

حضرت بھیک شاہؒ کا پہلا واقعہ

ہندوستان میں ایک بزرگ گذرے ہیں حضرت بھیک شاہ صاحبؒ۔ اُن کے شیخ حضرت شاہ ابو المعالیؒ تھے۔ حضرت بھیک شاہ صاحب حضرت شیخ شاہ ابو المعالیؒ کے خاص خادم تھے، اُن سے بیعت تھے، مرید تھے اور ذکر و اذکار بھی کرتے تھے۔ صحبت بھی خوب اٹھاتے تھے اور خدمت بھی خوب کرتے تھے اور گھر کا سارا کام وہی کرتے تھے اور حضرت

شیخؒ نے بھی اُن کو بڑی محبت اور شفقت کیساتھ رکھا ہوا تھا۔ ایک دن بھیک شاہ صاحب اپنے شیخ سے ناراض ہو گئے اور ناراض ہو کر اپنی بستی، جو کئی میل کے فاصلے پر تھی، وہاں چلے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو بہت زیادہ بارش ہوئی اور معلوم ہوا کہ بارش سارے علاقے میں ہو رہی ہے اور شیخ کے علاقے میں بھی ہو رہی ہے اور بھیک شاہ صاحب اگر چہ شیخ سے ناراض ہو کر آئے تھے لیکن دل کے اندر اپنے شیخ کی محبت بہت زیادہ تھی۔ خیال آیا کہ حضرت شیخ کا مکان کچا ہے، بارش بہت زیادہ ہو رہی ہے، مکان ٹپک رہا ہو گا۔ بہت پریشان ہو گئے کہ میں ہی خادمِ خاص تھا۔ اسی بارش کے موسم میں کئی میل پیدل سفر کر کے شیخ کے مکان پر پہنچے، چونکہ غصے ہو کر گئے تھے اس لئے شیخ سے ملنے کی تو کوشش نہیں کی، مکان کی پچھلی جانب سے چھت کے اوپر چڑھ گئے اور جہاں جہاں مٹی کی ضرورت تھی وہاں مٹی ڈالی، تو پانی پہلے نیچے گر رہا تھا اب پانی ٹپکنا بند ہو گیا۔ حضرت شاہ ابو المعالیؒ سے کسی نے عرض کیا کہ اوپر کوئی آدمی ہے، بارش ہو رہی ہے اور پانی ٹپکنا بند ہو گیا ہے، چونکہ شیخ کو بڑی محبت اور اعتماد تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ بھیک شاہ ہی ہو گا۔ اگر چہ وہ ناراض ہو کر گئے تھے اور شیخ کو اطلاع بھی کوئی نہیں تھی لیکن اعتماد اتنا تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ یہ بھیک شاہ ہی ہو گا۔ حضرت شیخ باہر نکلے، گھر میں پردہ کرادیا اور آواز دی: بھیک!......

بھیک شاہ نے جب دیکھا کہ میرے شیخ نے مجھے نام لے کر آواز دی ہے، اتنے خوش ہوئے کہ چھت سے ہی چھلانگ لگادی اور شیخ کے قدموں میں گر گئے۔

شیخ کے دل پر بڑا اثر ہو کہ بارش میں اتنے میل پیدل سفر کر کے آیا ہے اور اس کے دل میں اتنا اخلاص اور محبت ہے۔

حضرت بھیک شاہؒ نے بہت فیض پایا اور اللہ پاک نے ان سے دین کا بہت کام لیا۔

بھیک شاہ کا دوسرا واقعہ

حضرت شاہ ابو المعالیؒ ایک مرتبہ کسی مخلص کی دعوت پر سہارن پور آئے، شاہ بھیکؒ ساتھ تھے اور اُن کو معلوم تھا کہ پیرانی صاحبہ اور صاحبزادہ کو فاقے پر فاقے ہوتے ہیں۔ اس لئے جب حضرت شیخؒ کی دعوت ہوتی تو شاہ بھیکؒ علیحدہ جا کر یہ طے کر لیتے کہ دو آدمیوں کا کھانا زائد دینا پڑے گا۔ چنانچہ عشاء کی نماز شیخؒ کے ساتھ پڑھتے اور اس کے بعد دو آدمیوں کا کھانا لے کر انبھیٹہ روانہ ہو جاتے اور دستک دے کر دروازہ کھلواتے اور کھانا حوالے کر کے اُلٹے پاؤں واپس لوٹ آتے۔ حتیٰ کہ جب شیخؒ تہجد کے لیے حسب معمول بیدار ہوتے تو شاہ بھیکؒ لوٹا بھر کر پیش کرتے۔

چند روز بعد جب حضرت شیخؒ انبیٹھ آئے اور بی بی صاحبہ سے پوچھا کہ کیسے گذران ہوا؟ تو اُن کو تعجب ہوا اور کہا کہ اس دفعہ تو آپ روزانہ کھانا بھیجتے رہے پھر گذران کا سوال کیسا؟ اور بیان کیا کہ دو گھڑی رات گذرنے پر ہر رات شاہ بھیکؒ کھانا لاتے اور واپس ہو جایا کرتے۔ شیخ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور باہر جا کر شاہ بھیک سے پوچھا تو انہوں نے صورتِ حال عرض کر دی۔ اور کہا کہ اماں جی اور صاحبزاہ صاحب تو فاقہ کرتے اور بھیک اپنا پیٹ بھرتا۔ اس کی غیرت نے گوارا نہیں کیا۔

شیخ کو اس جواب پر مسرت ہوئی اور یہ فرمایا کہ تم نے میرے توکّل میں تو فرق ضرور ڈالا مگر خدمت کا حق ادا کر دیا۔ اور اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور روحانی نعمت جو کچھ دینی تھی وہ عطا کر دی۔ بھیک شاہؒ نے اپنے قلب کو نورِ معرفت سے معمور دیکھا تو شیخ کے قدم چوم لئے اور مستانہ وار شوق میں یہ دوہا زبان سے نکلا۔

بھیکا مالی پر واریاں پل میں سو سو وار
کا گا سے ہنس کیا اور کرت نہ لاگی بار

یعنی اپنے مرشد شاہ ابوالمعالیؒ پر ہر آن سو سو دفعہ قربان ہو کہ اُس نے اس کو زاغ سے ہنس (یعنی ناکارہ و نااہل سے اہل) بنادیا اور اتنی جلدی بنایا کہ دیر بھی نہ لگی۔ ادھر سینے سے سینہ لگا اور اُدھر ولایت و معرفت الٰہیہ نصیب ہو گئی۔

حضرت بھیک شاہؒ کا ایک اور شعر بھی مشہور ہے۔

بھیکا ہر دی گدڑی لعل
جو نہ جانے کھولن وہ رہے کنگال

تو یہ جو محبت ہے، محبتِ شیخ، محبتِ رسول ﷺ اور محبتِ الٰہی، یہ جو درجات ہیں، ان میں محبتِ الٰہی سب سے بڑا مقصود ہے۔ جو اس طریق سے اور محنت کرنے سے حاصل ہوتا ہے لیکن ضروری ہے کہ محنت میں اپنے آپ کو کھپائے اور لگائے، سچی کوشش کرے اور جب سچی کوشش ہو گی تو اس کے لیے ان شاءاللہ کوشش بھی خوب ہو گی۔

پھتّو خان مخدوم المشائخ کیسے بنا؟

ہمارے حضرت بہلویؒ سے اوپر حضرت خواجہ سراج الدین صاحبؒ گذرے ہیں۔ "موسیٰ زئی شریف" ایک جگہ ہے، وہاں خانقاہ تھی۔ حضرت خواجہ سراج الدینؒ کے دربار میں ایک نوجوان انکا مرید تھا خدمت بھی کرتا تھا۔ لوگ اُسے پھتّو، پَھتّو کہتے تھے اور اس کا اصل نام "فتح علی خان" تھا۔ لیکن جیسے الٹے الٹے نام رکھے ہوتے ہیں وہ اپنے علاقے میں پَھتّو کے نام سے مشہور تھا۔ وہاں پہاڑی سلسلہ ہے۔ اور پہاڑ اس طرح پھیلے ہوئے تھے کہ بارش کا پانی نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ ساری آبادی پانی سے بھر جاتی تھی، جب بارش ہوتی

تھی تو وہ زمین قابل استعمال نہ رہتی۔ وہاں پانی کھڑا رہتا، اور کوئی بھی کام نہیں ہو سکتا تھا، نہ ہی مکانات بنائے جا سکتے تھے۔ پھتّو کو خیال ہوا کہ حضرت کو تکلیف ہے اور پہاڑوں کا راستہ بند ہے اس نے پہاڑ کو توڑنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے مذاق اُڑایا کہ پہاڑوں کو توڑنے سے بھلا راستے بنتے ہیں؟ لیکن وہ لگا رہا۔ آج بھی، کل بھی، پرسوں بھی، مسلسل لگا رہا۔ آخر ایک دن آیا کہ پانی کے نکلنے کا راستہ بن گیا اور وہ جگہ بھی صاف ہو گئی۔ اب وہاں مکان بننے لگے۔ جیسے لوگ دیہاتوں میں مکان بناتے ہیں۔ لوگ دوپہر کو آرام کرتے تھے۔ اور پھتّو خان دوپہر کو گارہ بنا لیتا تھا۔ پھتّو اپنا آرام قربان کر کے گارہ بنانے میں لگا رہتا۔ تاکہ مستری مکان جلدی بنائیں۔ چنانچہ مکان بن گئے۔ اللہ پاک نے اس کی طلب، محنت اور اپنے آپ کو کھپانے کی بدولت ایسا قبول کیا کہ وہ حضرت خواجہ سراج الدینؒ سے فیضیاب ہو کر بہت بڑے اللہ والے بنے۔ چکوال والے حضرت اقدس مولانا غلام حبیب صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں نے مکہ شریف میں دیکھا، وہاں ہندوستان کے بڑے بڑے علماء آتے تھے، وہ حج کے دنوں میں وہیں رہتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے علم والے، سب کے بستر نیچے چٹائیوں پر لگے ہوئے ہیں، یہ پھتّو خان صاحب جو بعد میں سائیں فتح علی خان صاحب کے نام سے جانے جاتے تھے ان کا بستر اُوپر چارپائی پر لگا ہوتا تھا۔ انکو اللہ پاک نے اُن کی خدمت کا یہ صلہ دیا، اُن کو یہ اعزاز بخشا کہ بڑے بڑے علماء اُن کے مرید تھے۔ تو محنت سے، ریاضت سے اور طلب سے یہ چیز حاصل ہوتی ہے۔

طلب صادق پر ایک شعر

طلب صادق ہونی چاہیے۔ اصل شعر تو یوں ہے:

عشق کامل ہو تو ناکامی نہ ہو اے دِل تجھے
آواز دے ساحل تجھے ڈھونڈلے منزل تجھے

اگر عشق کامل ہے تو ساحل تجھے آوازیں دے اور منزل تجھے خود تلاش کرے۔

لیکن میں اس شعر کو یوں پڑھتا ہوں۔

طلب صادق ہو تو ناکامی نہ ہو اے دل تجھے
آواز دے ساحل تجھے ڈھونڈ لے منزل تجھے

کیونکہ سالکین کے لیے طلبِ صادق کی ضرورت ہے۔

یہ طلبِ صادق بہت بڑی چیز ہے، یعنی اللہ کی صحیح طلب اللہ کی سچی طلب، اس طلب کے بارے میں حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی آئی۔

یَا دَاوٗدُ اِذَا رَأَیْتَ لِیْ طَالِبًا فَکُنْ لَہٗ خَادِمًا۔

ترجمہ: اے داؤد! میری طلب میں، میری تلاش میں جس بندہ کو دیکھیں تو آپ اُس کے خادم بن جائیں۔

طلبِ الٰہی، طلبِ مولیٰ بہت بڑی چیز ہے اللہ پاک ہمیں سچی طلب نصیب فرمائے اور جو مقصود ہے یعنی اللہ کی محبت، رسول پاک ﷺ کی محبت، یہ ہمیں عطا فرمائے۔ آمین

اپنے شیخ سے محبت کے دو حیران کن واقعے

اپنے مشائخ سے محبت کے واقعات بے شمار ہیں، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اپنے مرشد حضرت مولانا تاج محمود امروٹیؒ کے ساتھ چلے جارہے تھے رات کا وقت تھا حضرت امروٹیؒ نے ایک جگہ اپنی لاٹھی زمین میں گاڑی اور حضرت لاہوریؒ سے فرمایا: یہیں

کھڑے رہو میں قضائے حاجت کے لیے جاتا ہوں۔ حضرت لاہوریؒ وہاں کھڑے ہو گئے۔ جب حضرت امروٹیؒ فارغ ہو کر تشریف لائے اور لاٹھی زمین سے اکھاڑی تو حضرت لاہوریؒ کے پاؤں سے خون کا فوارہ نکلا، مرشد حیران ہوئے، پتہ چلا کہ اندھیرے میں لاٹھی کی نوک حضرت لاہوریؒ کے پاؤں میں سے ہوتی ہوئی زمین کے اندر چلے گئی۔ اور حضرت لاہوریؒ کھڑے رہے اُف تک نہ کیا۔

اسی طرح حضرت اقدس مولانا ابو سعد احمد خانؒ بانیٔ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف اپنے مرشد حضرت اقدس خواجہ سراج الدینؒ کے ڈھیلے اور پانی کا لوٹا ہاتھ میں تھامے شیخ کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ دوڑتے تھے۔ وادی سُون سکیسر کے علاقے میں حضرت خواجہؒ نے خانقاہ بنائی تھی۔ گرمیوں میں حضرت اکثر وہاں تشریف لے جاتے تھے۔ پینتیس، چالیس میل کا یہ سفر ہوتا تھا جو حضرت خواجہ احمد خانؒ پیدل شیخ کے گھوڑے کے ساتھ دوڑتے ہوئے طے فرماتے تھے۔

شیخ کی محبت سیڑھی ہے محبت خداوندی اور محبت رسول کے لیے۔ اللہ پاک ہم سب کو نصیب فرمائے۔ آمین

بیعت کی برکت سے ایمان پر خاتمہ

۱:- حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ کے مواعظ میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ ایک عورت ان سے بیعت ہوئی۔ س کے بعد اس کا حضرت سے رابطہ بھی نہ رہا۔ البتہ وہ ان کے بتائے ہوئے معمولات پر حتی المقدور عمل کرتی رہی۔ بیس سال کے بعد س پر سکرات موت کی کیفیت طاری ہوئی تو وہ اچانک کہنے لگی، وہ دیکھو، حضرت آ رہے ہیں۔ پھر کہنے لگی، وہ دیکھو، حضرت میرے پاس آ گئے۔ پھر کہنے لگی، حضرت مجھے کچھ پڑھا رہے ہیں۔ اس نے

خود ہی پوچھا، حضرت! آپ مجھے کیا پڑھا رہے ہیں؟ پھر خود ہی کہنے لگی، حضرت! کیا آپ مجھے کلمہ پڑھا رہے ہیں؟ پھر کہنے لگی، اچھا، میں پڑھتی ہوں۔ چنانچہ اس نے پڑھا لا الہ لا اللہ محمّد رّسول اللہ اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

اندازہ کیجئے کہ بیس سال پہلے بیعت ہوئی تھی۔ اس دوران میں کوئی رابطہ نہ ہوا۔ مگر اس کے دل میں محبت تھی۔ ظاہر کے رابطے میں تو رکاوٹیں ہو سکتی ہیں مگر دل کے رابطے میں تو دنیا رکاوٹیں پیدا نہیں کر سکتی۔ بیس سال کے بعد موت کے وقت اللہ تعالیٰ نے اس کو یک منظر دکھا دیا، شیخ سے نسبت کی برکت ظاہر فرما دی۔ اس نے اپنے شیخ کے کسی لطیفہ کو دیکھا ہو گا یا اللہ تعالیٰ نے اپنے رجال غیب میں سے کسی بندے کو اس شکل میں کھڑا کر دیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے نسبت کی برکت سے اس عورت کے ایمان کی حفاظت فرما دی۔ (رہے سلامت تمہاری نسبت۔ ص۔ ۷۱)

۲:- امام فخر الدین رازیؒ بہت بڑے اللہ والے گزرے ہیں۔ آپ شیخ نجم الدین کبریٰؒ سے بیعت تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں سو دلائل جمع کئے۔

جب امام رازیؒ کی وفات کا وقت قریب آیا تو شیطان آپ کو پھسلانے کے لیے آپ کے پاس آیا۔ نزع کے وقت شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے تاکہ مرتے وقت وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ شیطان نے آکر امام رازیؒ سے پوچھا کہ تم نے ساری زندگی اللہ کی عبادت میں گزار دی۔ کیا تم نے اللہ کو پہچانا بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: "بے شک اللہ ایک ہے" شیطان کہنے لگا: کوئی دلیل دو۔ آپ نے توحید باری تعالیٰ کے بارے میں ایک دلیل دی۔ شیطان نے چونکہ انسانیت کو گمراہ کرنے کی قسمیں کھائی ہوئی ہیں اس نے آپ کی بتائی ہوئی دلیل توڑ دی۔ آپ نے دوسری دلیل دی۔ اس نے وہ

بھی توڑ دی۔ یہاں تک کہ امام رازیؒ نے سو دلائل دیئے مگر اس نے سب دلائل رد کر دیئے۔ اب امام رازیؒ بہت پریشان ہوئے۔

اس وقت آپ کے پیرو مرشد شیخ نجم الدین کبریٰؒ دور دراز کسی جگہ پر وضو فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں امام رازیؒ کی پریشانی کے بارے میں کشفاً مطلع فرمادیا۔ انہوں نے غصہ میں آکر وہ لوٹا جس سے وضو فرما رہے تے دیوار پر مارا اور امام رازیؒ کو پکار کر کہا کہ تو یہ کیوں نہیں کہہ دیتا کہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں۔ اس وقت شیخ نجم الدین کبریٰؒ کا غصہ سے بھرا چہرہ امام فخر الدین رازیؒ کے بالکل سامنے تھا۔ سبحان اللہ، نسبت کی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امام رازیؒ کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔ (رہے سلامت تمہاری نسبت۔ ص۔ ۷۲)

کیا مُرشد سے صرف بیعت کرلینا کافی ہے؟

عدیل: کیا آپ کا کوئی مرشد ہے؟

شکیل: جی ہاں! میں فلاں بزرگ سے بیعت ہوں۔۔۔ کہ ایک موقع پر اجتماعی بیعت ہو رہی تھی۔۔۔ میں بھی دوستوں کے کہنے پر بیعت ہو گیا۔

عدیل: آپ اپنے مرشد سے کس طرح فائدہ حاصل کرتے ہیں؟

شکیل: میری ان سے ملاقات تو بہت کم ہوتی ہے۔۔۔ کہ مجلس اور اجتماع کے موقع پر انفرادی ملاقات ممکن نہیں ہوتی۔۔۔ ہاں کبھی کوئی سنگین پریشانی آجائے۔۔۔ تو دعا کی درخواست کیلئے ملاقات کی کوشش کی جاسکتی ہے۔

عدیل: بیعت سے پہلے اور بعد کی زندگی میں آپ نے کیا فرق محسوس کیا؟

شکیل: چونکہ مجھے اس راستہ کی حقیقت اور طریقہ کار معلوم نہیں تھا۔ اور نہ اب خاص دلچسپی ہے۔ اس لیے اس بیعت سے بھی مجھے زندگی میں کوئی خاص فرق نہیں ہوا۔

عدیل: اس سلسلہ میں آپ کی رہنمائی کرنے کی ضرورت ہے؟

شکیل: مہربانی کرکے آپ ہی اس بارے میں میری رہنمائی فرمائیں۔

عدیل: شکیل بھائی! اللہ والوں سے تعلق کی غرض و غایت اپنی اصلاح کرانا ہوتی ہے۔ اسی اصلاح کے معاہدہ کا نام بیعت ہے کہ مرشد یہ معاہدہ کرتا ہے کہ میں اس بندہ کو احکام خداوندی کے مطابق لے کر چلوں گا اور بندہ یہ معاہدہ کرتا ہے کہ میں اپنے مرشد کی تعلیمات پر چلتے ہوئے قرب خداوندی کی منازل طے کروں گا۔ چونکہ غرض اصلاح ہے۔ اس لیے بیعت اور ذکر اذکار مراقبہ۔ مجاہدہ۔ یہ سب چیزیں برکت کی ہیں اور اصلاح میں معین ہیں۔ مرشد کے تعلق سے اپنے روحانی امراض سے شفا حاصل کرنا ہے۔ چاہے وہ ان کی صحبت میں رہ کر ہو جائے۔ چاہے مراسلت اور دیگر سہولیات کے ذریعے ہو۔ تو میرے بھائی! مرشد سے لیا جانے والا اصل کام اصلاح کرانا ہے۔

شکیل: عدیل بھائی! یہ تو بتایئے کہ ہم مرشد سے اپنی اصلاح کے علاوہ کن کن امور میں رہنمائی لے سکتے ہیں۔

عدیل: آپ نے یہ بہت اچھا سوال کیا۔ ہمیں مرشد سے اسی طرح استفادہ کرنا چاہیے۔ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے زمانہ میں خاتم الانبیاء ﷺ کی صحبت سے حاصل کرتے ہیں۔ وہ حضور ﷺ کے سچے عاشق بھی تھے اور آپ کے اشاروں پر دل و جان سے جانثار بھی تھے۔ وہ جہاں عبادات میں حضور ﷺ سے احکام سیکھتے تھے۔ اسی طرح اپنے ذاتی معاملات۔ خاندانی و گھریلو حالات تک میں بھی مشورہ کرکے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔

اسی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ ہمارا اپنے مرشد سے ایسا تعلق ہو کہ ہم بلا تکلف اپنے ذاتی امور میں مشاورت کر سکیں اور مرشد بھی کھلے دل سے ہماری اصلاح اور رہنمائی کر سکے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور ﷺ سے جو عشق و محبت کا تعلق تھا وہ محتاج بیان نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زندگی کے ہر نشیب و فراز۔۔۔ غمی خوشی کے موقع پر حضور ﷺ سے مشاورت کرنا اور دینی حکم معلوم کر لینے کے بعد فی الفور اس پر عمل کا جذبہ ان کے کمال ایمان کی دلیل ہے۔ ایک صحابی کا واقعہ ہے کہ کسی معاملہ میں میاں بیوی میں تکرار ہوئی تو وہ دونوں اس معاملہ کو پیش کرنے کیلئے بارگاہِ رسالت ﷺ میں جانے کیلئے چل پڑے اسی طرح حضرت اُم سلیمؓ کا واقعہ مشہور ہے کہ خاوند سفر سے واپس آئے تو گھر میں بیمار بچہ فوت ہو چکا تھا۔ لیکن اُم سلیمؓ نے کمال صبر کا مظاہرہ کیا اور بڑی حکمت سے خاوند کو اگلے دن بچے کی وفات کی اطلاع دی تو وہ ناراض ہو کر اس معاملہ کو بھی حضور ﷺ کی خدمت میں لے گئے تو آپ ﷺ نے برکت کی دُعا فرمائی۔ اس طرح کے بیسیوں واقعات ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ذاتی معاملات۔۔۔ خانگی امور اور ازدواجی تعلقات تک کے بارے میں حضور ﷺ سے مشاورت کے لیے حاضر خدمت ہوتے اور پھر کمال اتباع کا مظاہرہ کرتے۔

اس واقعہ سے اندازہ فرمائیے کہ صحابہ کرامؓ ہر معاملہ میں خواہ وہ ذاتی اور گھریلو ہی کیوں نہ ہو حضور ﷺ کی مشاورت اور اتباع کو ضروری سمجھتے تھے۔ ہم جس اللہ والے بزرگ سے بیعت ہوں اپنے تمام معاملات میں ان سے مشاورت رکھیں اور ان کی ہدایات

کے مطابق چلیں کہ دین و دنیا کی بھلائی اسی میں ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ ہمارا خیال بالکل غلط ہے کہ مرشد کو کوئی گھریلو بات نہیں کرنی چاہیے۔

صحیح اللہ والے اپنی زندگی خدمت خلق کے لیے وقف کیے ہوئے ہیں۔ یہ ہماری سستی اور غفلت ہے کہ ہم ان سے مکمل نفع نہیں اٹھاتے اور محض بیعت ہی کو کافی سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ بیعت برکت کی چیز ہے، اصل مقصود اصلاح ہے۔ آج کی مصروف زندگی میں مرشد سے رابطہ اور استفادہ کرنا بھی نہایت سہل ہے۔ اگر ہفتہ دس دن بعد حاضری ہوتی رہے تو آدمی بآسانی دین و دنیا کا نفع حاصل کر سکتا ہے۔ اگر ہفتہ دس دن یا مہینہ بعد بھی حاضری مشکل ہو تو فون یا خط کے ذریعے اپنے حالات لکھ کر رہنمائی لی جاسکتی ہے۔ آدمی جوں جوں دین میں ترقی کرتا جاتا ہے اسکی دنیا بھی سنورنا شروع ہو جاتی ہے جس مرشد سے بیعت کا تعلق ہے وہ کسی دوسرے شہر میں رہتے ہیں یا بلا تکلف استفادہ مشکل ہو تو ان کی اجازت سے قریبی بزرگ سے رابطہ کر لیا جائے کہ پہلی تو باقی رہی۔ لیکن اصلاح اور رہنمائی قریبی بزرگ سے لی جاتی رہے۔ اسی طرح دینی مسائل کیلئے قریبی مفتی سے رابطہ رکھا جائے۔ تاکہ ہمارا ظاہر و باطن شریعت کے مطابق ہو جائے اور دیکھنے والے متاثر ہوں اور آپ سے پوچھیں کہ آپ کو کس نے تراش خراش کر ہیرا بنایا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم فلاں بزرگ سے بیعت ہیں۔چونکہ انہوں نے صرف بیعت ہی کو اصل مقصود سمجھا ہوتا ہے۔ اور پھر بعض اوقات اپنی بے دینی کے سبب بزرگوں کی بدنامی کا باعث بھی بنتے ہیں۔

پیر اور مرید کا تعلق بالکل مریض اور طبیب کا سا ہے مریض اگر طبیب سے صرف یہ کہہ دے کہ میں آج سے تمہارا مریض ہوں اور طبیب اس سے اقرار کرلے کہ

میں آج سے تیرا طبیب ہوں تو کیا محض اس عہد وپیمان ہی سے شفا ہو جائے گی ہر گز نہیں، علاج تو کرانا ہی ہو گا۔

طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جا کر طبیب سے خود مرض کو بیان کرتے ہیں۔ خود کہتے ہیں۔ کہ مجھے یہ روگ ہے یہ نہیں کرتے کہ گئے اور چپ بیٹھ گئے لیکن پیر سے کوئی اپنے امراض باطنی کا نہ کہا جائے۔

طبیب سے جس طرح رتی رتی اپنا حال ظاہر کر دیتے ہو اور اپنے روگ چھپانا نہیں چاہتے۔ اسی طرح پیر سے بھی اپنے تمام خیالات بیان کرو۔ جب تم نے مرض ہی نہ بیان کیا۔ تو کوئی علاج کیا کرے اگر پیر کسی عیب پر متنبہ کرے تو اس کی تقریر کو خوب غور سے سنے جب طبیب سے سب حال کہہ دیا جاتا ہے تو وہ مرض تشخیص کر کے نسخہ لکھتا ہے۔ اسکے استعمال کے بعد پھر اطلاع حالات کی ضرورت ہوتی ہے کہ اب یہ حال ہے پھیر اس کے مطابق نسخہ کو مناسب تبدیل کیا جاتا ہے۔ یہی طریقہ شیخ سے رجوع کرنے کا ہے کہ اوّل مرض بیان کر دو پھر وہ جو کچھ تجویز کر دے اس پر عمل کر کے ان باتوں کی اطلاع دو کہ یہ مرض تشخیص کیا گیا تھا۔ یہ علاج تجویز کیا گیا اس کو میں نے اتنے دن استعمال کیا اب یہ حال ہے اب ہم آگے کونسا نسخہ استعمال کریں۔

دو چیزیں خلاصہ کے طور پر یاد رکھئے۔ اطلاع واتباع

امراض اور حالات کی اطلاع کرتا رہے اور جو کچھ شیخ تجویز کر دے۔ اس کا اتباع کرتا رہے بس انہیں دو چیزوں کو عمر بھر لیے رہے۔ اپنا سب کچھ کہہ دے لوگ پیروں سے بھی اپنے مرضوں کو چھپاتے ہیں۔ اب تو یہ حال ہے کہ جو جی میں آیا کر لیا پیر کو خبر بھی نہیں

چاہے باطن کا نقصان ہی ہو جائے کہتے ہیں یہ ہمارے دنیا کے معاملات ہیں۔ ان کی اطلاع کی کیا ضرورت ہے۔

حالانکہ ان معاملات کا بھی باطن پر بڑا اثر ہوتا ہے اس لیے جب کوئی نیا کام دنیا کا کرے ضرور اس کی اطلاع کر کے پیشتر مشورہ لے لے۔۔۔ یہ ہے اپنی اصلاح کا طریقہ

عہد نبوت میں صحابہ و صحابیات نبی کریم ﷺ سے بیعت فرماتے یہ بیعت محض ایک رسم نہیں بلکہ ایک ایمانی و روحانی تعلق کی علامت تھی اور صحابہ و صحابیات ہر قدم پر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر رہنمائی اور اصلاح کراتے۔

انہیں ہر وقت یہ حرص رہتی کہ ہمارا کوئی قدم نبی کریم ﷺ کی منشا کے خلاف نہ پڑ جائے۔ اس لیے وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتے اور ہر معاملہ میں دربار رسالت سے رہنمائی کو اپنے لیے سعادت سمجھتے۔ احادیث مبارکہ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ معمولی معمولی باتوں کے بارے میں بھی حضور ﷺ سے اصلاح کراتے جو درج ذیل واقعہ سے واضح ہو رہا ہے۔

حضرت ابو طلحہؓ (جو بہت بڑے صحابی ہیں) اپنے بیمار بیٹے کو چھوڑ کر سفر پر تشریف لے گئے۔ اس دوران بیٹے کا انتقال ہو گیا۔ سفر سے واپسی پر بیٹے کا حال پوچھا تو آپ کی اہلیہ اُم سلیمؓ نے بتایا کہ اب اس کو پہلے کی نسبت بہت زیادہ سکون ہے۔ ابو طلحہ نے مطمئن ہو کر رات کا کھانا کھایا اور پھر اسی رات بیوی سے قربت بھی کی۔ صبح اُم سلیمؓ نے اپنے شوہر کو بتایا کہ آپ کے سفر پر جانے کے دوران بیٹے کا انتقال ہو گیا تھا۔ ابو طلحہؓ کو بیٹے کی وفات کے صدمے علاوہ اپنی اہلیہ کا اس اہم خبر کو چھپانا نا گوار ہوا۔ بس پھر کیا تھا وہ پریشانی کے عالم میں

سیدھے حضور ﷺ کی خدمت میں اپنی اصلاح کیلئے حاضر ہوئے اور بطور شکایت پورا واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے دونوں کے لیے صالح اولاد کی دعا فرمائی۔

چنانچہ حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے اُم سلیمؓ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ نے مجھے فرمایا کہ اس بچے کو گود میں اُٹھا کر حضور ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ اور چند کھجوریں بھی ساتھ دیدیں۔ حضور ﷺ نے ایک کھجور دھن مبارک میں چبائی اور پھر بچہ کے منہ میں رکھ دی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کی دعا برکت کا کرشمہ دیکھا کہ ابو طلحہ کے اس لڑکے کے نو لڑکے ہیں جو سب کے سب قرآن کے قاری ہیں۔

خواتین کے لیے اس واقعہ میں بڑا سبق ہے کہ ماں کی اولاد سے جس قدر محبت ہوتی ہے والد کو اتنی نہیں ہو سکتی۔ اگر اُم سلیم اپنے شوہر کو سفر سے واپسی کے فوراً بعد اطلاع دے دیتیں تو نا معلوم شدت غم سے کتنے دن تک کھانے پینے اور راحت و آرام سے محروم رہتے۔ اس لیے اُم سلیم نے خود اپنے کلیجہ پر صبر و ضبط کا پتھر رکھا اور شوہر کو سفر کی تکان دور کرنے کا موقع دیا۔ بلکہ بتکلف خود کو معمول سے زیادہ آراستہ و پیراستہ کر کے شوہر کی طبعی خواہش کی ترغیب کا سامان بھی مہیا کر دیا اور فراغت کے بعد انتہائی حکیمانہ انداز میں اپنے بیٹے کی وفات کی خبر سنائی۔ ایک روایت میں ہے کہ اُم سلیم نے اپنے رشتہ داروں کو منع کر دیا تھا کہ کوئی بھی میرے شوہر کو بیٹے کی وفات کی اطلاع نہ کرے جب تک کہ میں خود انہیں اطلاع نہ دیدوں۔ جب اُم سلیم کو اطمینان ہو گیا کہ انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا بھی کھا لیا ہے اور طبعی خواہش بھی پوری کر لی ہے تو کہنے لگیں اے ابو طلحہ! ذرا بتائیے کہ اگر کسی نے کسی اہل خانہ کو کوئی چیز بطور امانت دی ہو اور وہ اس چیز کو واپس مانگے تو کیا صاحب خانہ کو

واپس دینے سے انکار کرنے کا حق ہے؟ ابو طلحہ نے کہا نہیں ہر گز نہیں۔ تو اُم سلیم نے کہا اللہ نے جو بیٹا امانت دیا ہوا تھا وہ واپس لے لیا تھا۔ اُم سلیمؓ کے اس صبر و ضبط اور عقل مندی پر اللہ کے رسول ﷺ نے تحسین فرمائی اور برکت کی دُعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے پھر نعم البدل عطا فرمایا۔

صحابیات میں اُم سلیمؓ بے حد سمجھ دار اور خدمت گزار خاتون تھیں۔ یہی اُم سلیمؓ تھیں جنہوں نے اپنے بڑے بیٹے حضرت انسؓ کو دس سال کی عمر میں ہی رسول ﷺ کی خدمت میں بطور خادم پیش کر دیا تھا۔ حضرت انسؓ کی یہ سعادت مندی تھی کہ وہ دس سال تک شب و روز اندرون خانہ و بیرون خانہ سفر و حضر میں برابر خدمت میں مصروف رہے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے انکی عمر میں درازی اور مال و اولاد میں برکت کی دعا فرما دی۔ چنانچہ حضرت انسؓ نے سو سال سے زیادہ لمبی عمر پائی اور ان کی زندگی ہی میں ان کے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد سو سے اوپر پہنچ گئی تھی اور ان کا شمار ہمیشہ دولت مند صحابہ کرام میں رہا۔

صحابہ کرام و صحابیات کی مبارک زندگی میں ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں کہ وہ ہر اہم معاملہ میں دربار رسالت سے رہنمائی کے بغیر نہ چلتے تھے۔ کیا صحابہ کرامؓ اور کیا صحابیات بچے بڑے سب ہی اپنے معاملات کے لیے رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضری کو نہ صرف سعادت سمجھتے تھے۔ بلکہ آپ ﷺ کی طرف سے کی گئی رہنمائی پر دل و جان سے عمل فرماتے۔ دورِ رسالت سے تاہنوز اہل اللہ کے جو سلسلے متواتر چلے آ رہے ہیں اور وہ واقعتہً صحیح اللہ والے ہیں۔ وہ اپنے مریدین و متعلقین کی صرف دین رہنمائی پر اکتفا نہیں کرتے۔

بلکہ وہ اگر دنیاوی امور اور ذاتی گھریلو معاملات میں بھی رہنمائی حاصل کرنا چاہیں تو اس بارے میں شرعی ہدایات اور ذاتی تجربات و فراست کے پیش نظر اصلاح فرماتے اور گھریلو معاملات میں سختی کے ساتھ حسن معاملہ کی تاکید و نگرانی فرماتے ہیں۔

اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے مرشد سے صرف ضابطہ کا تعلق نہ رکھیں بلکہ رابطہ کا تعلق رکھتے ہوئے اپنے تمام امور سے متعلق بلا تکلف رہنمائی لیں اور اللہ والوں کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل کریں کہ ہماری تمام دینی دنیاوی پریشانیوں کا فطری حل یہی ہے کہ ہم خود کو اہل علم اور صحیح اللہ والوں سے مستغنٰی نہ سمجھیں اور اس پُر فتن دور میں قدم قدم پر اللہ والوں اور اہل علم سے رابطہ میں رہیں اور ہر معاملہ میں اپنی اصلاح کراتے رہیں تاکہ نفس و شیطان کے اثرات سے بچ کر امن و سکون کے ساتھ شریعت پر عمل پیرا ہو سکیں۔

حضرت اُم سلیمؓ کا واقعہ جو پیچھے گزر چکا ہے اس سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ خواتین بھی اپنی اصلاح کیلئے شیخ کامل سے اصلاحی تعلق قائم کر سکتی ہیں۔ لیکن اس میں مشائخ کی طرف سے جو ہدایات کی جاتی ہیں۔ انکے مطابق یہ اصلاحی تعلق خواتین کی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی نظر میں محبوب اور حقیقی خوشی کا ضامن بنا سکتا ہے۔ اس دور میں بھی جن خوش نصیب خواتین نے وقت کے اولیاء سے خط و کتابت کے ذریعے اصلاحی تعلق قائم کیا۔

ان کی خوش نصیبی محتاج بیان نہیں۔ سیدی حضرت الحاج محمد شریف صاحبؒ جو کہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خلیفہ تھے۔ انکی اہلیہ کا اصلاحی تعلق بھی حضرت حکیم الامتؒ سے تھا۔ ہر بات ہر معاملہ میں شیخ سے رہنمائی اور اس کے مطابق عمل نے دونوں میاں بیوں کی زندگی کو کیسے جنت بنا دیا اس کی تفصیل ان کی آپ بیتی کتاب "اصلاح دل" میں پڑھی جا سکتی ہے۔ مرشد سے تعلق اور بیعت سے پہلے اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید

ہے کہ جس سے بیعت کی حقیقت اصلاح کی ضرورت اصلاح کا طریقہ کار سب معلوم کیا جا سکتا ہے۔ الحمدللہ! اس کتاب سے ہزاروں خواتین و حضرات کو بہت نفع ہوا ہے۔

آج کل مرشد سے بیعت کو صرف ایک ضابطہ کا تعلق سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ بیعت محض ایک برکت کی چیز ہے۔ اصل مقصد شیخ سے اصلاح کرانا ہے۔ بزرگوں کے واقعات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے انہوں نے پہلے اصلاح کرائی پھر بیعت ہوئے تو اصل مقصد اصلاح کرانا ہے کہ اپنے تمام احوال روحانی امراض ایک ایک کرکے بتائے جائیں اور انکے ازالہ کیلئے شیخ کی طرف سے جو ہدایت ہو اس کے مطابق عمل کرتے جائیں۔ آج کے پُر فتن دور میں جبکہ ہر طرف ایمان کو لالے پڑ رہے ہیں۔ اپنے ایمان و دین کو بچانے کا واحد راستہ یہی ہے کہ صحیح اللہ والوں کی صحبت اختیار کی جائے اور ان سے باقاعدہ اپنی اصلاح کرائی جائے۔ اپنے تمام امور خواہ دینی یا دنیاوی کاروباری معاملات یا گھریلو امور ہوں شیخ کی خدمت میں بیان کرکے انکی ہدایات کے مطابق عمل کیا جائے۔

اللہ والوں کا وجود اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے پہلے زمانہ میں لوگ دور دراز کا سفر طے کرکے بڑی مشقت کے بعد اپنے مرشد کی خدمت میں پہنچتے تھے۔ تاکہ مجاہدہ و ریاضت کے بعد اللہ تعالیٰ کے قرب و رضا کی منازل طے کر سکیں۔

آج کے دور میں بھی ہر جگہ صحیح اللہ والے موجود ہیں۔ سفر کی سہولت اور رابطہ کی آسانیوں نے اللہ تعالیٰ کی ولایت کو حاصل کرنا بھی آسان کر دیا ہے۔

موبائل کی سہولت کے پیش نظر شیخ کے مقرر کردہ وقت پر بآسانی رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کا تعارف

سرخیل سلسلہ قادریہ حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ (۵۶۱ھ) کی ہمہ گیر شانِ ولایت

قادری سلسلے کا آغاز حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی (۵۶۱ھ) سے ہوتا ہے۔ آپ تمام اہل ولایت اور تمام سلاسل اولیاء کا قطب سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کی روحانی تربیت میں صرف آپ کے مشائخ ہی نہیں، حضرت خضر سے بھی آپ نے روحانی تربیت پائی۔ گو آپ بطور قادری معروف ہوئے لیکن یہ حقیقت ہے کہ تمام سلسلوں کے اکابر نے آپ سے روحانی فیض پانے کا اقرار کیا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی بھی لکھتے ہیں:

مجدد الف ثانی دریں مقام نائب مناب حضرت شیخ است و بہ نیابت حضرت شیخ ایں معاملہ باومربوط است چنانکہ گفتہ اند نور القمر مستفاد من نورالشمس (مکتوب دفتر سوم مکتوب ۱۲۳)

ترجمہ: دوسرے ہزار سال کا مجدد بھی اس مقام میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا نائب مناب ہے اور حضرت شیخ کی نیابت سے اسے ائمہ اہل بیت سے ارتباط حاصل ہوا ہے جیسے کہتے ہیں چاند کی روشنی نے سورج کی روشنی سے ہی ظہور پایا ہے اور آپ ائمہ اہل بیت کے روحانی تسلسل کو حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کی شاہراہ سے وابستہ بتلاتے ہیں آپ لکھتے ہیں:۔

نوبت بحضرت شیخ عبد القادر جیلانی رسید قدس سرہ وچوں نوبت بایں بزرگوار شد منصب مذکور باو قدس سرہ مفوض گشت وما بین ائمہ مذکورین و حضرت شیخ ہیچ کس بریں مرکز مشہود نمے گردد (ایضاً)

ترجمہ: یہ دریائے معرفت جب حضرت شیخ جیلانی تک پہنچا تو اب یہ منصب آپ کے سپرد ہو گیا ائمہ اہل بیت اور حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ کے مابین اور کوئی ایسی بڑی شخصیت نظر نہیں آتی۔

حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانیؒ الحسنی الحسینی نے خرقہ ولایت متعدد طرق سے پایا:

۱۔ اپنے آباء کرام ائمہ اہل بیت سے۔

۲۔ حضرت شاہ ابو سعید ابو الخیر بن علی الملک (۵۱۳ھ) سے۔

۳۔ تاج العارفین حضرت شیخ ابو الوفاء سے۔

۴۔ واقف اسرار تکوین حضرت خضر علیہ السلام سے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کو اس وسیع سلسلہ فیض کے باعث پیران پیر کہتے ہیں آپ کو تمام دنیائے ولایت میں اپنے وقت کے سب پیروں کا پیر مانا جاتا ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندیؒ کس طرح آپ کی شان میں رطب اللسان ہیں اسے آپ پیچھے دیکھ آئے ہیں۔ چاچڑاں کے مشہور بزرگ خواجہ غلام فرید نے ۱۳۱۱ھ میں اپنی ایک مجلس میں آپ کا اس طرح ذکر کیا ہے آپ ایک مرید کو لکھتے ہیں۔

ایک دن حضرت شیخ قدس سرہ کرسی پر بیٹھے وعظ فرمارہے تھے اسی اثناء میں عالم غیب سے ایک عجیب حالت آپ پر طاری ہوئی اس وقت جناب رسالت مآب مع اپنے

اصحاب رضی اللہ عنہم (ایک روحانی صورت میں) تشریف فرماتھے تمام انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ مقربین بھی رونق افروز نظر آئے بس جناب باری کی طرف سے آواز آئی کہ اے عبدالقادر ہم نے ہر ولی کو تمہارے زیر قدم کیا ہے ان کو کہہ دو کہ تمہارے زیر قدم آجائیں اس کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا:۔

قدمی ھٰذا علی رقبۃ کل ولی اللہ۔

میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔

(مقابیس المجالس۔ ص۲۷۸)

حضرت شیخ عبدالقادر کی اولاد میں فیض پانے والے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولا میں سے آپ کے نو بیٹوں نے نسبت سلوک پائی۔(۱) سید شرف الدین عیسیٰ قتال (۵۷۳ھ) نے (۲)عبدالرحمٰن عبداللہ صالح (۵۸۷ھ)نے (۳)سید تاج الدین ابو بکر عبدالرزاق (۶۰۳ھ) نے (۴)سید شمس الدین ابو بکر عبدالعزیز (۵۸۹ھ)نے (۵) ابوالفضل محمد(۶۰۰ھ) نے (۶)سید سیف الدین عبدالوھاب (۵۹۳ھ) نے (۷) شیخ اب نصر موسیٰ ضیاء الدین (۶۱۸ھ) نے(۸) سید ابواسحٰق ابراھیم (۵۹۲ھ) نے (۹)سید ابوزکریا یحیٰ(۶۰۰ھ) نے۔ حضرت سید احمد رفاعیؒ (۵۷۸ھ) بھی اسی دور کے بزرگ گزرے ہیں۔

ان حضرات کے علاوہ بھی لاتعداد بزرگوں نے آپ کی تربیت میں روحانی سیر سلوک کی اور قبولیت الٰہی میں ہزاروں کرامات کے جلوے دیکھے۔ اس پہلو سے یہ سلسلہ باقی سب سلسلوں پر چھاگیا اور آپ کو ان مختلف سلاسل کے مشائخ بھی قادری نسبت حاصل کرتے ملیں گے۔

ہندوستان میں آنے والے پہلے قادری حضرات

ہندوستان میں قادری سلسلہ کے بزرگوں میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے تین بیٹوں سید عبدالرزاق، سید عبدالعزیز اور سید عبدالوھابؒ نے ادھر کا رخ کی۔ ان حضرات نے پہلے اوچ شریف ملتان کو اپنا مرکز بنایا۔ پھر ان میں سے بعض بزرگ جھنگ میں خیمہ زن ہوئے۔ دوسرے ہزار سال میں دین پور ضلع خانپور بھی ان حضرات کا مسکن بنا۔

یہ بزرگان طریقت سندھ اور پنجاب میں بھی متعدد علاقوں میں پھیلے اوچ کے دونوں خاندان گیلانی ہوں یا بخاری قادری سلسلہ کے بزرگ تھے۔

ہندوستان میں قادری سلسلے کی پہل کن حضرات سے ہوئی

ہندوستان میں اس سلسلہ کے پہلے بزرگ کہاں کہاں آئے۔ کلر کہار، چکوال میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (۵۶۲ھ) کے بیٹے حضرت عبدالرزاق جیلانیؒ کے دو شہید بیٹوں کے مزارات ہیں ان صاحب زادوں کے نام محمد یعقوب اور محمد اسحاق بتائے گئے ہیں۔ ہندوستان میں جب مرہٹے زور پکڑ رہے تھے۔ اور وہ چاہتے تھے کہ یہاں مسلم حکمرانی نہ رہے تو یہ حضرات بغداد سے چل کر مجاہدین کے ساتھ ہندوستان پہنچے اور انہوں نے یہاں جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ یہ دونوں صاحب زادے غیر شادی شدہ تھے اور ان کی نسل آگے نہ چلی تاہم ان کے وجود سے یہاں قادری سلسلہ طریقت بے شک قائم ہوگیا۔ ان حضرات نے یہاں سلوک واحسان کو خوب رونق بخشی۔

سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کے عظیم شخصیت حضرت اقدس سیّدی و مرشدی پیر طریقت مفتی سیّد جاوید حسین شاہ صاحب مدظلہ کے مختصر حالاتِ زندگی

باسمہٖ تعالیٰ!

اسم گرامی

سیّد جاوید حسین شاہ صاحب بن سیّد مہدی حسن شاہ صاحبؒ

ولادت باسعادت

آپ کے والدین پاکستان بننے سے ۱۳ سال قبل ہوشیار پور سے ہجرت کر کے لاہور آگئے تھے آپ ۱۹۴۸ء کو مغلپورہ میں پیدا ہوئے بعد میں آپ کے والدین چک نمبر 379 ج ب کلویا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آکر آباد ہوگئے۔

تعلیم

اپنے گاؤں میں ہی آپ نے مڈل تک سکول کی تعلیم حاصل کی اور ہر امتحان میں اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہوئے مڈل کے امتحان میں آپ کو وظیفہ کا مستحق قرار دیا گیا۔

دینی تعلیم

حضرت شاہ صاحب خود فرماتے ہیں کہ میں چھٹی کلاس میں تھا ہمارے سکول کے ایک نیک سیرت اور نیک صورت استاد حاجی شاہ محمد صاحب نے مجھے مدرسہ میں دینی تعلیم

حاصل کرنے کا مشورہ اور ترغیب دی۔ استاد صاحب کی بات میں نے سنی مگر سکول کی تعلیم جاری رہی اور جب آٹھویں کلاس کا امتحان دیا تو ایک خواب دیکھا۔

خواب

رات کو میں سویا ہوا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جلسہ ہو رہا ہے میں بھی اس میں موجود ہوں۔ اس جلسہ میں مجھے مولانا نذیر احمد صاحبؒ نے مدرسہ میں پڑھنے کے لیے فرمایا وہ فرمارہے ہیں کہ مدرسہ میں داخل ہو جاؤ صبح کو میں نے اپنا خواب اپنی والدہ ماجدہ کو تحریر کر کے دیا وہ ہمارے خاندان کے ایک بزرک کے پاس مجھے لے گئیں اور ان کو بتایا کہ میرے بیٹے نے یہ خواب دیکھا ہے۔ ان بزرگوں نے فرمایا کہ درس میں چلے جاؤ یعنی مدرسہ میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے دینی تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ہمارے گاؤں میں حضرت شیخ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے خلیفہ حضرت مولانا عبد الغنیؒ صاحب تھے۔ انہوں نے مجھے رقعہ تحریر کر دیا حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ صاحب ٹوبہ والوں کے نام، جو جامعہ مدنیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مہتمم تھے۔

مولانا محمد یوسفؒ صاحب سے ملاقات

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں ٹوبہ شہر آیا تو یہاں کمیٹی باغ میں ایک جلسہ تھا جس میں حضرت مولانا لقمان علی پوریؒ وغیرہ علماء کا بیان تھا۔ جلسہ کے بعد حضرت مولانا محمد یوسفؒ صاحب سے ملاقات کی اور رقعہ پیش کر دیا۔ حضرت مولانا نے پوچھا کہ کیا پڑھو گے؟ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے درجہ حفظ اور درجہ کتب کا تو علم نہیں تھا اس لئے میں نے عرض کیا کہ حضرت جو آپ پڑھائیں گے میں پڑھ لوں گا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ کتابیں پڑھو گے؟ تو میں نے کہا پڑھوں گا۔ اس پر مجھے درجہ کتب

میں داخل کر لیا۔ جب میرے سکول کے استاد حاجی شاہ محمد صاحب کو میرے مدرسہ میں داخل ہونے کا پتہ چلا تو وہ بہت خوش ہوئے اور مجھے ملنے کے لیے ٹوبہ آئے اور دس روپے بھی دیئے۔

مڈل کا رزلٹ

جب مڈل کا رزلٹ آیا تو ساری جماعت میں میری اوّل پوزیشن تھی اور وظیفہ بھی جاری ہوا تو ہیڈ ماسٹر صاحب نے والدین پر زور دیا کہ اپنے بیٹے کو سکول میں بھیج دو ہم اس پر خصوصی توجہ دیں اور اعلیٰ تعلیم دلوائیں گے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب والدین نے مجھ سے پوچھا تو میں نے سکول جانے سے انکار کر دیا ان دنوں میں حضرت شاہ صاحب کے والد ماجد چیچہ وطنی میں دکان کرتے تھے۔ چنانچہ عربی تعلیم کا آغاز ہوا اور دو سال کے اندر ہی قدوری شریف سمیت باقی کتابیں بھی پڑھ لیں۔

مرکزی جامع مسجد ٹوبہ میں داخلہ

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ پھر ایک سال مرکزی جامع مسجد میں حضرت سیّد سلمان شاہ صاحبؒ کے پاس شرح جامی، مقامات، کافیہ، سراجی وغیرہ کتب پڑھیں، حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ شرح جامی کے چند اسباق میں نے حضرت سلمان شاہ صاحب سے پڑھے بعد میں مَیں خود مطالعہ کر کے سبق سناتا اور استاد صاحب میری تصحیح فرما دیتے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ (ساہیوال) ہمارا امتحان لینے کے لیے تشریف لائے سب طلباء نے امتحان دیا۔ میں نے حضرت کو "کافیہ" کا امتحان دیا۔ حضرت سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں نے کئی مدارس کا امتحان لیا ہے لیکن سب سے اچھا اس طالب علم نے سنایا ہے۔

دارالعلوم کبیر والا میں داخلہ

دارالعلوم کبیر والا میں چار سال تعلیم حاصل کی یہاں حضرت مولانا منظور الحقؒ صاحب سے سُلَّم العلوم اور حضرت مولانا علی محمدؒ صاحب سے صحیح بخاری و صحیح المسلم اور موطین پڑھیں اور دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہوئے۔

دورۂ تفسیر

دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہو کر پھر حضرت شاہ صاحب نے امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ صاحب کے پاس اشرف العلوم شجاع آباد میں دورۂ تفسیر کیا اور اپنے استاد حضرت بہلویؒ کے شب وروز کے معمولات کو قریب سے دیکھا۔

خیر المدارس میں تکمیل اور حضرت بہلویؒ سے بیعت

دورۂ حدیث اور دورۂ تفسیر کے بعد تکمیل کے لیے خیر المدارس میں داخل ہو گئے اور یکم محرم الحرام ۱۳۹۲ھ میں امام الاولیاء حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور حضرت بہلویؒ سے اصلاحی تعلق قائم کیا پھر حضرت کی خدمت میں رہ کر تزکیہ نفس کروایا تقریباً چار سال کا عرصہ حضرت بہلویؒ سے خوب استفادہ کیا حتیٰ کہ حضرت بہلویؒ کا سانحہ ارتحال پیش آیا حضرت شاہ صاحب بھی اپنے شیخ و مرشد کے غسل اور کفن دفن کے انتظام میں شریک ہوئے اور مدرسہ اشرف العلوم شجاع آباد کی مسجد کے جوار میں حضرت شیخ بہلویؒ کو دفن کیا گیا (نوراللہ مرقدہٗ)

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ سے بیعت کی تجدید

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ بہلویؒ کی وفات کے بعد میرا قلبی میلان حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کی طرف ہوا چنانچہ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ خانیوال کبیر والا اور ملتان کے دورہ پر تشریف لائے تو میں قاری نورالحق صاحب (جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ناظمِ اعلیٰ) کے ساتھ خانیوال حضرت امام الہدیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور المنظر ہوٹل میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کے دستِ حق پرست پر تجدید بیعت کی حضرت جی فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں جب میں حضرت عبید اللہ انورؒ کی مجلس میں حاضر ہوتا تو حضرت میری طرف التفات نہ فرماتے تھے۔ لیکن بعد میں احباب سے میرے متعلق پوچھتے تھے اس میں میری اصلاح مقصود تھی کہ کہیں اس کے دل میں یہ خیال نہ رہے کہ میں بڑے دربار یعنی حضرت بہلویؒ کے ہاں سے آیا ہوں۔ پھر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحبؒ نے حضرت شاہ صاحب کو دستارِ خلافت عطا فرمائی۔

ہمارے حضرت شاہ صاحب کو حضرت مولانا علی مرتضیٰؒ صاحب گدائی ڈیروی سے بھی اجازت حاصل ہے جو حضرت اقدس مفتی عبد الستار صاحب دامت برکاتہم کے شیخ اور حضرت بہلویؒ کے ساتھی تھے پھر حضرت شاہ صاحب کا اصلاحی تعلق حضرت اقدس مفتی عبد الستار صاحب سے قائم ہوا اور حضرت مفتی صاحب نے آپ کو سلاسل اربعہ میں اجازت عطا فرمائی۔ حضرت مفتی صاحب کی وفات کے بعد سیّد نفیس شاہ صاحب پھر خواجہ خان محمدؒ سے تعلق ہوا۔

ہمارے حضرت شاہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے شجرِ ہدایت بنایا ہے اس شجرِ ہدایت کی آبیاری ان چاروں بزرگوں کے نالۂ نیم شب سے ہوئی اب دن بدن اس کی شاخیں بڑھ رہی

ہیں اور سینکڑوں لوگ گمراہی اور گناہوں کی آگ سے نکل کر اس شجر کا سکون بخش سایہ حاصل کر رہے ہیں جو بھی آتا ہے اس کو سکون ملتا ہے اور ذکر اللہ سے اپنے دل کو جِلا بخشتا ہے ہر بدھ کو جامعہ عربیہ عبیدیہ فیصل آباد میں حضرت مجلسِ ذکر کراتے ہیں۔ اس مجلسِ ذکر کی برکت سے کتنے ویران دل آباد ہوئے اور ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان مجالسِ ذکر کو ساری دنیا کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

اساتذۂ علم

حضرت شاہ صاحب نے جن حضرات سے علم حاصل کیا ان مین سے چند شخصیات یہ ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا محمد یوسفؒ صاحب لدھیانوی ٹوبہ ٹیک سنگھ

۲۔ حضرت سیّد سلمانؒ شاہ صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ

۳۔ حضرت مولانا محکم الدین صاحب دامت برکاتہم ٹوبہ ٹیک سنگھ

۴۔ قاری محمد میاںؒ صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ

۵۔ مولانا منظور الحقؒ صاحب کبیر والا

۶۔ مولانا علی محمدؒ صاحب کبیر والا

۷۔ مولانا عبد المجید صاحبؒ کہروڑ پکا

۸۔ علامہ محمد شریف کشمیریؒ صاحب ملتان

۹۔ حضرت مفتی عبد الستار صاحبؒ ملتان

۱۰۔ مولانا نذیر احمد صاحبؒ جامعہ امدادیہ فیصل آباد (تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ)

اجازت حدیث

حضرت شاہ صاحب کو جن بزرگوں سے حدیث کی اجازت حاصل ہے ان میں سے چند حضرات کا ذکر

۱۔ اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیز گلؒ صاحب (شاگرد حضرت شیخ الہند)

۲۔ خیر المدارس کے استاذ مفتی محمد عبد اللہؒ صاحب جو کہ حضرت شیخ مدنیؒ کے شاگرد تھے

۳۔ مولانا محمد یوسف بنّوریؒ صاحب

۴۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ صاحب

۵۔ مولانا مفتی محمودؒ صاحب

۶۔ مولانا عبد الحقؒ صاحب

۷۔ مولانا محمد گلستانؒ صاحب المعروف جمالدین افغانی یہ حضرت شیخ مدنیؒ کے شاگرد تھے

۸۔ مولانا علی محمدؒ صاحب

۹۔ مولانا منظور الحقؒ صاحب

۱۰۔ مولانا مفتی عبد الستارؒ صاحب

۱۱۔ مولانا عبد المجید صاحبؒ کہروڑ پکا (اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا)

تدریس

خیر المدارس ملتان سے فارغ ہو کر حضرت شاہ صاحب نے باب العلوم کہروڑ پکا میں اپنے استادِ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید صاحب دامت برکاتہم رحمۃ اللہ کی

نگرانی میں تدریس کا آغاز کیا۔ گیارہ سال باب العلوم میں پڑھایا۔ سپاہ صحابہ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ شہیدِ ناموس صحابہؓ حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ نے بھی باب العلوم میں آپ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ فاروقی صاحب شروع سے ہی خوش طبع تھے۔ دورانِ تعلیم بھی آپ تقریریں کرنے کے لیے جایا کرتے تھے۔ تفسیر بیضاوی والے سال جماعت میں اکیلے فاروقیؒ صاحب ہی تھے اور کوئی طالب علم نہ تھا فاروقی صاحب کہنے لگے استاد جی یہ بھی اچھا ہے کہ میرا سبق کا ناغہ نہ ہوگا۔ اگرچہ میں چھٹی بھی کرلوں کیونکہ جب میں چھٹی کروں گا تو آپ بھی سبق نہیں پڑھائیں گے۔

باب العلوم کہروڑ پکا سے حضرت شاہ صاحب دارالعلوم فیصل آباد تشریف لائے اور تقریباً ۱۹ سال سے دارالعلوم میں تشنگانِ علوم دینیہ کو سیراب کیا۔ بعد ازاں جامعہ عبیدیہ کی مصروفیات بڑھنے کی وجہ سے دارالعلوم سے معذرت کرلی۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت شاہ صاحب اپنے مدرسہ عربیہ عبیدیہ کے بانی اور مہتمم ہیں اور کئی سالوں سے مدرسہ عربیہ عبیدیہ میں بخاری شریف اور ترمذی شریف کا درس دے رہے ہیں۔ اور ہر سال شعبان اور رمضان المبارک میں جامعہ عبیدیہ میں دورہ تفسیر بھی کروا رہے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت کے فیض کو پوری دنیا میں پھیلائے اور حضرت کی زندگی میں برکت عطا فرمائے اور احقر کو بھی حضرت کے سایہ شفقت میں رکھے۔ آمین ثم آمین!

(سفر نامہ جاوید)

بفیضانِ نظر — محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قطب ربانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ التفسیر حضرت امام الاولیا مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اقدس امام الہدیٰ مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اقدس امام العارفین مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مفتی عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا علی مرتضیٰ ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبدالحی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اقدس مفتی مولانا سید جاوید حسین شاہ مدظلہ

خاک پائے اولیاء اللہ
ابواسماعیل



احباب کیلئے چند معمولات یومیہ

- سورۃ یٰسین صبح پڑھنے سے ساری حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ دس قرآن پاک کے برابر ثواب ملتا ہے یہ قرآن پاک کا دل ہے اور رات کو پڑھنے سے اگر موت آجائے تو شہادت کا درجہ نصیب ہوتا ہے لہٰذا صبح شام ایک ایک مرتبہ پڑھ لی جائے۔(فضائل قرآن مولانا زکریاؒ)
- سورۃ سجدہ اور سورۃ ملک مغرب کے بعد ایک ایک مرتبہ پڑھ لی جائے تو قبر کے عذاب سے حفاظت ہوتی ہے۔(فضائل قرآن مولانا زکریاؒ)
- اگر رات کو سورۃ دخان پڑھی جائے تورات بھر ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں۔(ترمذی ج ۲)
- سورۃ کہف کی پہلی دس آیات پڑھنے سے فتنہ دجال سے حفاظت ہوتی ہے۔(مشکوۃ بحوالہ مسلم شریف)
- بہتر ہے کہ سوتے وقت سورۃ جمعہ، سورۃ یٰسین، سورۃ تغابن اور سورۃ صف کی تلاوت کر لی جائے۔ کیونکہ یہ آپ ﷺ کا معمول مبارک تھا۔(اسوہ رسول اکرم ﷺ)
- ہر روز رات کو سوتے وقت تین سورتیں قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب النّاس پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے سر، چہرہ، سامنے کا جسم اور باقی جسم پر دم کرے یہ عمل اور تین بار کرے یہ آپ ﷺ کا معمول مبارک تھا۔(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۷۶)
- ہر روز **100** بار کلمہ شریف پڑھنے سے روز قیامت اٹھتے وقت چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرف روشن ہو گا اور اس دن اس سے زیادہ عمل والا ہو گا۔ جو اس سے زیادہ پڑھے اس لئے ہر روز **100** کلمہ شریف پڑھ لیا جائے۔(فضائل قرآن بحوالہ طبرانی)

معمولات بروز جمعة المبارک

- جو شخص ہر جمعہ سورۃ کہف کی تلاوت کرے گا۔ اگلے جمعہ تک اس کیلئے نور رہے گا۔
(اسوہ رسول اکرم ﷺ)
- جمع کے دن سورۃ صٰفّٰت اور سورۃ یٰسین کی تلاوت کے بعد جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہو گی۔
(فضائل قرآن مولانا زکریاؒ)
- آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ اس لئے کم از کم گیارہ تسبیح پڑھ لی جائیں۔(نسائی ابو داؤد)

الٰہی بحرمت سید المرسلین وخاتم النبیین حضرت **محمد رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الٰہی بحرمت باب العلوم **اسد اللہ** الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

الٰہی بحرمت حضرت معروف کرخی
الٰہی بحرمت حضرت داؤد طائی
الٰہی بحرمت حضرت حبیب عجمی
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری

الٰہی بحرمت حضرت سری سقطی
الٰہی بحرمت حضرت جنید بغدادی
الٰہی بحرمت حضرت ابو بکر شبلی
الٰہی بحرمت حضرت عبد الواحد تمیمی
الٰہی بحرمت حضرت ابو الفرح طرطوسی

الٰہی بحرمت حضرت سید صفی الدین صوفی
الٰہی بحرمت حضرت سیف الدین عبد الوہاب
الٰہی بحرمت حضرت عبد القادر جیلانی اول
الٰہی بحرمت حضرت ابو سعید مبارک مخزومی
الٰہی بحرمت حضرت ابو الحسن ہنکاری قرشی

الٰہی بحرمت حضرت سید ابو العباس احمد
الٰہی بحرمت حضرت سید مسعود
الٰہی بحرمت حضرت سید علی
الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ میر
الٰہی بحرمت حضرت سید شمس الدین جیلانی بغدادی حبی اول

الٰہی بحرمت حضرت سید عبد القادر ثالث
الٰہی بحرمت حضرت سید حامد گنج بخش کلاں
الٰہی بحرمت حضرت سید عبد الرزاق
الٰہی بحرمت حضرت سید عبد القادر ثانی
الٰہی بحرمت حضرت سید محمد غوث جیلانی الحسنی اُچی

الٰہی بحرمت حضرت سید عبد القادر رابع
الٰہی بحرمت حضرت سید حامد گنج بخش ثانی
الٰہی بحرمت حضرت سید شمس الدین ثانی
الٰہی بحرمت حضرت سید محمد صالح
الٰہی بحرمت حضرت سید عبد القادر جیلانی خامس

الٰہی بحرمت حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری
الٰہی بحرمت حضرت حافظ محمد صدیق
الٰہی بحرمت حضرت شاہ حسن جیلانی
الٰہی بحرمت حضرت سید محمد راشد
الٰہی بحرمت حضرت سید محمد بقاء

الٰہی بحرمت حضرت سید تاج محمود امروٹی
الٰہی بحرمت حضرت مولانا احمد علی
الٰہی بحرمت حضرت اقدس سیدی و مرشدی مولانا عبید اللہ انور
الٰہی بحرمت حضرت اقدس سیدی و مرشدی مولانا سید **جاوید حسین شاہ** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

خدام سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ

شورکوٹ کینٹ